مفت سلسلۂ اشاعت نمبر ۱۱
محبت کی نشانی
مرتب
پروفیسر ڈاکٹر
محمد مسعود احمد
ناشر
جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر کراچی

مفت سلسلہ اشاعت نمبر ۱۱

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو اقوام عالم کی ہدایت و امامت کا عظیم منصب تفویض فرمایا ہے۔ لیکن افسوس! قرآن و سنت سے مسلسل روگردانی کے سبب اس امت نے نہ صرف یہ عظیم منصب گنوایا۔ بلکہ شعبۂ حیات میں ذلت و پسپائی نے گھیر لیا ہے کہ نوجوان نسل کے ذہن اسلام سے مشکوک و مضطرب اور سرخ و سفید فلسفوں کی طرف مائل ہی نہیں بلکہ انہی کو اپنے تمام تر مسائل کا حل خیال کرنے لگے ہیں۔ اور اس طوفان نے اب ہمارا تشخص ختم کر کے رکھ دیا ہے اس ذلت و پسپائی کا سب سے بنیادی سبب اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روگردانی اور طریقت ہائے پیامبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو پسِ پشت ڈالا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ سرخ و سفید تمام نظام عملی اور نظریاتی اعتبار سے باطل ثابت ہو چکے ہیں۔ اور عصر حاضر میں بھی سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہی ہماری نجات کا سیدھا اور صاف رستہ ہے۔ نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا نظام ہی وہ نظام ہے جو آج بھی ہمیں عظمت و عزت کی بلندیوں تک لے جا سکتا ہے۔

یہ کتاب اس مقصد عظمیٰ کے حصول کے تحت مفت شائع کی جا رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس سعی کو قبول فرما کر لوگوں کی ہدایت کیلئے ذریعہ بنائے۔ آمین

سگ غوث و رضا محمد سلیم برکاتی

صدر۔ جمعیت اشاعتِ اہلسنت (پاکستان)

ان متوالوں کے نام

ان جانثاروں کے نام

ان فداکاروں کے نام

جو اس جانِ جاں کی لگن میں دو جہاں سے بے نیازانہ گزر گئے

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

باسمہٖ تعالیٰ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

یہ عطائے ربانی ، یہ محبّت کی نشانی تمہارے دَم کے ساتھ ہے ——— وہ تمہارے ساتھ رہنا چاہتی ہے مگر تم نہیں رکھتے ——— اپنی جفا دیکھو اور اس کی وفا دیکھو ! ——— اگر تم رکھنے لگو اور وہ رہنے لگے تو پھر چلتے پھرتے کھاتے پیتے ، سوتے جاگتے ، ہر آن اور ہر گھڑی اللہ کی رحمتیں تمہارے ساتھ ہوں ——— زندگی کا کوئی لمحہ ایسا نہ ہو جو ثواب و رحمت سے محروم ہو ——— وہ رفیقِ زندگی ، زندگی بھر کی ساتھی ہے ——— ہاں اس نشانی کو سینے سے لگاؤ کہ یہ اس جانِ جاں کی نشانی ہے جس نے افکار و اعمال کے حسین چہرے دکھا کر محرومِ جمال کو جمال آشنا کیا ——— ہاں جمالِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اپنے چہرے سجاؤ ——— ایک وقت آنا ہے ، دنیا سے جانا ہے ——— قبر میں جب وہ تمہارے سامنے ہوں گے اور تم ان کے سامنے ، کہیں وہ یہ نہ

پوچھ لیں کہ ہم نے کیا کہا تھا اور تم نے کیا کیا ؟ ——— تو ایسا کچھ کر کے چلو کہ جب وہ سامنے ہوں ، دلِ مضطر شرمسار نہ ہو ——— محبّت بلا رہی ہے ——— محبّت کی پکار سنو ! ——— آؤ محبّت کے چراغ روشن کر دو اور خود چراغِ محبّت بن کر عالم کو روشن کر دو ——— تمہاری ایک ایک ادا میں وہ جانِ جاں جلوہ گر ہو اور تم اس کی جلوہ گاہ ——— !

——— احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ ———

جھلکیاں

١

محبت حیرت انگیز اثر رکھتی ہے ـــــ اور جب وہ انسان کے فکر و شعور پر چھا جاتی ہے تو محبوب کے سوا کچھ نظر نہیں آتا ؎

آئی جو اُن کی یاد تو آتی چلی گئی
ہر نقشِ ماسوا کو مٹاتی چلی گئی

محبّت کی نظر محبوب پر رہتی ہے ـــــ وہ دیکھتی ہے کہ محبوب کیا کہہ رہا ہے! ـــــ محبوب کیا کر رہا ہے! ـــــ جو وہ کہتا اور کرتا ہے، یہ بھی وہی کہتی اور کرتی چلی جاتی ہے ـــــ اس کے دل میں کوئی وسوسہ نہیں آتا ـــــ تمام اندیشوں سے پاک مردانہ وار آگے بڑھتی ہے ؎

حیات کیا ہے؟ خیال و نظر کی مجذوبی
خودی کی موت ہے اندیشہ ہائے گوناگوں

چشمِ عالم نے ایسے حیرت ناک مناظر دیکھے ہیں ـــــ یہ محبت ہی کی جلوہ گری تھی کہ ابراہیم (علیہ السلام) نے آگ کو آگ نہ سمجھا ـــــ یہ محبت ہی کی کرشمہ سازی تھی کہ اسمٰعیل (علیہ السلام) نے جان کو جان نہ سمجھا ـــــ عقل کہتی ہے یہ کیا ہو گیا؟ ـــــ محبّت

کہتی ہے یہی ہونا چاہیئے تھا، ہاں ؎

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

جس طرح کششِ ثقل سے نظامِ عالم برقرار ہے اسی طرح محبت کی کشش سے عالمِ انسانیت قائم و دائم ہے ——— مثالی معاشرے کے لئے ضروری ہے کہ قلب و نظر کا ایک اور صرف ایک مرکز ہو ——— وہی ایک جس کی نظیر نہیں ——— وہی ایک جس کی مثال نہیں ——— ماضی میں، نہ حال میں اور نہ مستقبل میں ——— جو اس ایک سے وابستہ ہوگیا، وہ دَر دَر کی ٹھوکروں سے آزاد ہوگیا ——— یہ وہی تو ایک ہے کہ جب دنیا والے اس کو ٹھکرا رہے تھے تو اُس کا مولیٰ اس کو آفتابِ عالم تاب بنا رہا تھا ——— ہاں وہ افقِ عالم سے آفتابِ ہدایت بن کر اُبھرا اور دیکھتے ہی دیکھتے سارے عالم پر چھا گیا اور آن کی آن میں گرتی ہوئی قوم کو اس بلندی پر لے گیا کہ سارے عالم نے اس کو اُبھرتے، چڑھتے اور سرفراز ہوتے دیکھا ——— ہمارے دلوں میں وہی تھا ——— مگر اب کیا ہوگیا ———؟ خلوتِ خانۂ دل میں سب ہی ہیں مگر وہ نہیں ——— تو آؤ خانۂ دل کو صاف کریں اور اس کو بسائیں جو بسانے کے قابل ہے ——— یہ وہی ہے جس کی خوشبو سے دو عالم کی فضائیں مہکتی تھیں ——— یہ وہی ہے جس نے ڈوبتی دنیا کو سہارا دیا ——— یہ وہی ہے جس نے اندھیروں میں اجالا کیا ———

یہ وہی ہے جس نے جاں بلب انسانیت کو زندگی بخشی ——— یہ وہی ہے جس نے وحشیوں کو جینا سکھایا اور غلاموں کو جہاں آرا و جہاں بان بنایا ——— یہ وہی ہے جس نے خود کچھ نہ رکھا، سب کچھ لُٹا دیا ——— جس نے ہماری آسائش کے لئے اپنا آرام تک تج دیا ——— ہاں یہ محبوب دل لگانے ہی کے قابل ہے ——— پیروی و اطاعت ہی کے لائق ہے ——— جانثاری اور فداکاری ہی کے سزاوار ہے ؎

بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باُو نہ رسیدی تمام بولہبی ست

سنو! سنو! قرآن کیا کہہ رہا ہے! :-

(ل) قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ [1]

" آپ فرما دیجئے اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال

---

[1] القرآن الحکیم، سورۃ التوبہ، ۲۴

اور وہ تجارت جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے
من بھاتے مکان ——— اگر یہ سب چیزیں اللہ اور اس کے
رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری معلوم ہوتی
ہوں تو پھر راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم نافذ کرے
اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا "

بلاشبہ محبتِ رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) جانِ ایمان ہے
——— اور اطاعت اس محبّت کا عملی مظہر ہے جس کے متعلق قرآنِ
کریم میں ارشاد ہوتا ہے :-

(ب) أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ [1]

" فرما دیجئے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو "

(ج) مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ [2]

"جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی"

(د) مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ
فَانْتَهُوا ج [3]

" یہ رسول جو تمہیں دے، لے لو اور جس سے منع کرے، بچتے رہو"

ہاں بے شک سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت، اللہ

---

[1] القرآن الحکیم ، سورۃ النساء ، ۵۹

[2] ایضاً " ، ۸۰

[3] ایضاً ، سورۃ الحشر ، ۷

اطاعت ہے، اسی لئے آپ نے جلالِ رسالت میں فرمایا :-

(ا) أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ أَلَا يُوشِكُ رَجُلٌ
شَبْعَانُ عَلَى أَرِيكَتِهِ يَقُولُ عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْقُرْآنِ
فَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَلَالٍ فَأَحِلُّوهُ وَمَا وَجَدْتُمْ
فِيهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوهُ وَإِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ كَمَا
حَرَّمَ اللَّهُ [1]

• سن لو مجھے قرآن عطا ہوا ہے اور قرآن کے ساتھ اس کا مثل
——— خبردار! کوئی پیٹ بھرا اپنے تخت پر پڑا یہ کہے گا کہ یہی
قرآن لئے رہو، اس میں جو حلال پاؤ اسے حلال جانو، جو حرام پاؤ،
اسے حرام سمجھو' حالانکہ جو چیز اللہ کے رسول نے حرام کی ہے
وہ ایسی ہی ہے جیسے اللہ نے حرام کی ہو "

(ب) أَيَحْسَبُ أَحَدُكُمْ مُتَّكِئًا عَلَى أَرِيكَتِهِ يَظُنُّ
أَنَّ اللَّهَ لَمْ يُحَرِّمْ شَيْئًا إِلَّا مَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ
إِنِّي وَاللَّهِ قَدْ أَمَرْتُ وَوَعَظْتُ وَنَهَيْتُ عَنْ
أَشْيَاءَ إِنَّهَا كَمِثْلِ الْقُرْآنِ أَوْ أَكْثَرُ [2]

---

[1] (ا) الترمذی، الامام الحافظ محمد بن عیسیٰ : الجامع الصحیح ، ج ۲ ، ص ۳۸۱

(ب) امام عبداللہ محمد بن یزید ربعی ابن ماجہ قزوینی : سنن ابن ماجہ ، ص ۲

[2] ابو داؤد سلیمان بن اشعث السجستانی : سنن ابو داؤد ، ج ۲ ، ص ۱۶۵

" کیا تم میں سے کوئی تخت پر تکیہ لگائے گمان کرتا ہے
کہ اللہ نے بس یہی چیزیں حرام کی ہیں جو قرآن میں لکھی ہوئی ہیں؟
سن لو! خدا کی قسم میں نے حکم دئے، نصیحتیں کیں اور بہت چیزوں
سے منع کیا کہ وہ قرآن کی حرام کی ہوئی چیزوں کے برابر بلکہ ان
سے زیادہ ہیں "

ان کو ایک آن پسند نہیں کہ ان کے چاہنے والے ان سے صرفِ نظر
کرلیں اور دوسروں کی چاہت کا دم بھریں ـــــــ دیکھو کیا
فرما رہے ہیں :-

فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ [۱]

" جو میرے قدم بقدم نہیں چلتا وہ میرا ہے ہی نہیں "

غور کرو اور سوچو کہ جو ان کا نہیں تو پھر اس کا کہاں ٹھکانہ؟ اللہ بھی اس سے خفا۔
بابا طاہر عریاں نے کیسی درد بھری رباعی کہی ہے! ـــــــ وہ
کہتا ہے ؎

خدایا! وا کیاں شم وا کیاں شم ۔۔۔ بایں بے دست و پائی وا کیاں شم
ہمہ از در برانند وا تو آیم ۔۔۔ تو ہم کز در برانی وا کیاں شم [۲]

" خدایا! میں کہاں جاؤں، میں کہاں جاؤں! ہائے اس

[۱] (ا) احمد بن شعیب بن علی ، السنن النسائی ، (مطبوعہ کراچی) ، ج ۲ ، ص ۶۸
(ب) قاضی عیاض بن موسیٰ ، الشفاء ، (مطبوعہ ملتان) ، ج ۲ ، ص ۱۴
[۲] بابا طاہر ، دو بیتی نامہ (مرتبہ پروفیسر حضور احمد سلیم) ، (مطبوعہ کراچی ۱۹۷۴ء) ، ص ۹۲

بے دست و پائی میں کہاں جاؤں؟ سب دَر سے ٹھکراتے ہیں تو
تیرے پاس آتا ہوں، تو نے بھی اگر ٹھکرا دیا تو بتا پھر کہاں جاؤں؟"

وہ بڑا غیور تھا ـــــــ محبت اور غیرت کا چولی دامن کا ساتھ
ہے ـــــــ ہاں وہ بہت ہی غیور تھا ـــــــ وہ نہیں چاہتا تھا کہ
اس کے چاہنے والے اس کی روش کو چھوڑ دیں اور پھر بھی اس کی محبت
کا دَم بھریں ـــــــ دیکھو دیکھو! مدینہ منورہ میں ایک صحابی عبید بن خالد
(رضی اللہ تعالٰی عنہ) چلے جا رہے ہیں ـــــــ تہبند بندھا ہے اور
ٹخنوں سے نیچے ڈھلک رہا ہے ـــــــ اچانک پیچھے سے آواز
آتی ہے :-

اِرْفَعْ اِزَارَكَ فَاِنَّهٗ اَتْقٰى وَاَبْقٰى [۱]

" تہبند اونچا کرو، اس میں پرہیزگاری بھی ہے اور پائیداری بھی"
مُڑ کر جو دیکھا تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما ہیں ـــــــ وہ اپنے
رفیقوں پر بڑے کریم تھے، اسی کرم پر نظر رکھتے ہوئے عبید بن خالد نے
عرض کیا :-

" یہ تہبند سفید اور سیاہ دھاری دار ایک چادر ہی تو ہے "
عبید بن خالد (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کی یہ بات پسند نہ آئی ـــــــ
جلالِ رسالت میں فرمایا :-

[۱] محمد امیر شاہ گیلانی ، انوارِ غوثیہ شرح شمائلِ ترمذی للامام ابی عیسیٰ الترمذی ، (مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء) ، ص ۹

اَمَا لَكَ فِيَّ اُسْوَةٌ ؎١

"کیا میری روش میں تیرے لئے نمونہ نہیں؟"

فضا میں ایک لرزش سی پیدا ہوئی ــــ یہ الفاظ کیا ارشاد ہوئے، بجلی سی کوند گئی۔

اللہ اکبر! عُشّاق کی ایک ایک ادا کی نگرانی تھی! ــــ کوئی ایسا محبوب دکھائے تو سہی! ــــ ہر عاشق، محبوب کی بے اعتنائی کا شکوہ کرتا نظر آتا ہے ــــ مگر یہاں حریمِ جاناں میں توجہ سے کوئی محروم نہیں ــــ سب کو نواز رہے ہیں ــــ سب فیضیاب ہو رہے ہیں ؎

نگاہِ ناز کے پیہم اشارہ ہائے لطیف
شکستِ شیشۂ دل، بار بار، کیا کہنا!

محبت کا تقاضا تو یہ ہے کہ عاشق، محبوب کے رنگِ طبع کو دیکھے ــــ جو وہ کرے، وہی کرتا چلا جائے ــــ صحابہ کی مقدس جماعت نے یہی کیا اور وہ پایا جو ہزار جانکاہی اور جانفشانی کے بعد بھی ہم نہیں پا سکتے ــــ ہماری محبت کو ہمہ وقت عقل ڈستی رہتی ہے کہ کریں تو کیا کریں؟ ــــ یہی کیوں کریں، وہ کیوں نہ کریں؟ ــــ چلیں تو کس طرف چلیں؟ ــــ اسی طرف کیوں چلیں، اس طرف کیوں نہ چلیں؟

؎١ محمد امیر شاہ گیلانی انوارِ غوثیہ شرح شمائلِ ترمذی ، ص ۹

مجازی عاشقوں کا حال آپ نے دیکھا ہوگا ــــ اپنے معشوقوں کے اشاروں پر چلتے رہتے ہیں ــــ جو کہتا ہے، کرتے چلے جاتے ہیں ــــ اسی کا رنگ ڈھنگ اپناتے ہیں ــــ جس راہ پر وہ چلاتا ہے، چلتے چلے جاتے ہیں ــــ یہ ان محبوبوں کی اطاعت کا حال ہے جو بے وفا ہو سکتے ہیں، جو ظالم ہو سکتے ہیں، جو جفا شعار ہو سکتے ہیں ــــ تو وہ محبوب سب محبوبوں سے زیادہ اطاعت کا مستحق ہے جو رؤف و رحیم ہے ــــ اگر باطل محبوبوں کے اشاروں پر چلا جا سکتا ہے تو اس سچے محبوب کے اشاروں پر کیوں نہیں چلا جا سکتا؟ ــــ عقلِ سلیم جواب دے! ــــ دلِ دردمند جواب دے!

۲

ہم کچھ نہ تھے، اس کے کرم نے سب کچھ بنا دیا ؎

بہ چیم ما گر تو باز ستانی متاعِ خویش
دارد دو عالم از تو کثیر و قلیل را

ذرا اس پیدا کرنے والے سے اپنی پیدائش کی داستان تو سنو!

۱۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ [1]

" بیشک ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا "

۲۔ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ [2]

" پھر ہم نے اسے پانی کی ایک بُوند بنا کر ایک محفوظ مقام (رحم مادر) میں رکھا "

۳۔ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً [3]

" پھر ہم نے اس بُوند کو خونِ بستہ بنایا "

۴۔ فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً [4]

---

[1] القرآن الحکیم : سورۃ المؤمنون ، ۱۲

[2] ایضاً : ۱۳

[3] ایضاً : ۱۴

[4] ایضاً : ۱۴

" پھر ہم نے اس خونِ بستہ کو پارۂ گوشت بنایا "

۵۔ فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا [1]

" پھر ہم نے اس پارۂ گوشت سے ہڈیاں بنائیں "

۶۔ فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا [2]

" پھر ہم نے ان ہڈیوں پر گوشت چڑھایا "

۷۔ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ [3]

" پھر ہم نے اسے اور ہی شکل و صورت میں اٹھان دی " (اور کیا سے کیا بنا دیا)

اللہ اکبر! ——— ہم کہاں سے چلے اور کہاں پہنچے! ——— خاک کو اکسیر بنا دیا گیا ——— ذرّے کو آفتاب بنا دیا گیا ——— فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ [4] ——— اللہ بڑی برکت والا اور سب سے بہتر بنانے والا ہے ——— بیشک اس نے انسان کو سب سے بہترین ساخت میں بنایا ——— لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ

[1،2،3] القرآن الحکیم ، سورۃ المؤمنون ، ۱۴

نوٹ :۔ ان مرحلوں کے بعد کچھ مرحلے اور ہیں جن کا یوں ذکر کیا گیا ہے :۔

(۱) ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝ (المؤمنون، ۱۵) " پھر یقیناً تم ان مرحلوں سے گزر کر مرنے والے ہو "

(۲) ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝ (ایضاً، ۱۶) " پھر تمہیں بلاشبہ روزِ قیامت (قبروں سے) اٹھایا جائے گا " مسعود

[4] ایضاً : ۱۴

اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ[1] ——— صرف ایک وجودِ بے بود ہی نہیں بنایا ——— وہ تو مُصوِّر ہے ——— هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ[2] ——— وہ اللہ ہی ہے جو بنانا بھی ہے، پیدا بھی کرتا ہے اور خط و خال سے چہروں کو سنوارنا بھی ہے ——— ہاں بہترین خط و خال بنائے ——— کرم بالائے کرم ——— خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ[3] ——— اس نے آسمان و زمین بنائے اور سچائی کے ساتھ بنائے اور تمہاری تصویر بنائی، پس کتنے اچھے خط و خال بنائے! ——— فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا[4] ———

اب جب اس نے اپنے کرمِ خاص سے ہم کو بنایا، پیدا کیا اور اچھی اچھی صورتیں دیں تو کیا ہم کو یہی سزاوار ہے کہ ہم ان صورتوں کو بگاڑتے چلے جائیں؟ اور اس حال میں بگاڑتے چلے جائیں کہ وہ ہمارے ساتھ ہے ——— هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ[5] ——— وہ ہماری رگِ

---

[1] القرآن الحکیم، سورۃ التین، ۴

[2] ایضاً ، سورۃ الحشر، ۲۴

[3] ایضاً ، سورۃ التغابن، ۳

[4] ایضاً ، سورۃ الروم، ۳۰

[5] ایضاً ، سورۃ المجادلہ، ۷

جاں سے بھی زیادہ ہمارے قریب ہے ——— وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ[1]

داڑھی رکھنا نئی چیز نہیں، داڑھی منڈانا نئی چیز ہے ——— قدیم قومیں داڑھی رکھتی چلی آئی ہیں ——— چنانچہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں :-

(ل) عَشَرَةٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَ اِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ ——— [2]

" دینِ فطرت میں دس چیزیں ہیں، لبیں تراشنا اور داڑھی بڑھانا"

ایک اور حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں :-

(ب) فَسُبْحٰنَهٗ مَا اَسْخَفَ عُقُوْلَ قَوْمٍ طَوَّلُوا الشَّارِبَ وَاَعْفَوُا اللُّحٰى عَكْسَ مَا عَلَيْهِ فِطْرَةُ جَمِيْعِ الْاُمَمِ قَدْ بَدَّلُوْا فِطْرَتَهُمْ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ[3]

" سبحان اللہ! ان لوگوں کی عقل کس قدر بے مایہ ہے جنہوں نے مونچھیں بڑھائیں اور داڑھیاں پست کیں ——— پچھلی

---

[1] القرآن الحکیم : سورۃ قٓ ، ۱۶

[2] النسائی، احمد بن شعیب بن علی، السنن النسائی، ج۲، ص ۲۰۴ (مطبوعہ کراچی)

[3] بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی، شرح صحیح البخاری (بحوالہ محمد صالح) [illegible] ج ، ص ۳۳

قوموں کی جو فطرت ہے، انہوں نے اس کے بالکل برعکس کیا۔ اپنی فطرت و خلقت ہی بدل دی، خدا کی پناہ!"

فطری ودیعتیں اللہ تعالےٰ کی نشانیاں ہیں چنانچہ قرآنِ پاک میں نوعِ انسانی میں رنگوں کے اختلاف اور زبانوں کے اختلاف کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نشانیاں قرار دیا ہے[1] ——— داڑھی فطری ودیعت اور اللہ تعالےٰ کی نشانی ہے، اسی لئے فرمایا :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ [2]

" اے ایمان والو! اللہ کی نشانیاں نہ مٹاؤ "

شعائر اللہ کا یہ احترام ہی تھا جس نے حضرت ہارون علیہ السلام کو مجبور کیا کہ وہ اپنے بھائی حضرت موسےٰ علیہ السلام سے یہ فرمائیں :-

يَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي [3]

" اے میرے ماں جائے میری داڑھی تو نہ پکڑو "

تو قرآنی آیات اور احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ داڑھی کوئی نئی چیز نہیں تمام انبیاء علیہم السلام کی امتیں داڑھی رکھتی چلی آئی ہیں، اسلام دینِ فطرت ہے اور ہر نبی نے اسی دینِ فطرت کا پرچار کیا، دینِ فطرت میں کوئی بات غیر فطری

---

[1] القرآن الحکیم، سورۃ الروم، ۲۲
[2] ایضاً، مائدہ، ۲
[3] ایضاً، طٰہٰ، ۹۴

ہو ہی نہیں سکتی بلکہ یہ تو ان باتوں کو مٹانے کے لئے آیا ہے جو فطرت کے تقاضوں کے خلاف ہیں اور ان باتوں کو قائم کرنے کے لئے جو عینِ فطرت ہیں۔

قرآنِ کریم میں ارشاد ہوتا ہے :-

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا [1]

" اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جس نے اللہ کی مسجدوں میں اللہ کے نام کے ذکر سے لوگوں کو روکا اور ان کو اجاڑنے کی کوشش کی "

اب ذرا غور فرمائیں :-

(ا) مساجد انسان کی تعمیر ہیں،
(ب) مساجد کا مقصدِ وحید ذکرِ الٰہی ہے،
(ج) مساجد عظمتِ اسلام کی نشانی ہیں،

اب مزید غور فرمائیں :-

(ا) داڑھی اللہ کی تعمیر ہے،
(ب) داڑھی کا مقصدِ وحید اتباعِ خدا و رسول ہے جو ذکر کی جان ہے،
(ج) داڑھی اسلام کی نشانی ہے اور اس سے شوکتِ اسلام کا اظہار ہوتا ہے،

تو اب یہ حقیقت قابلِ توجہ ہے کہ جو مسجد انسان کی تعمیر تھی مقام

---

[1] القرآن الحکیم، سورۃ البقرہ، ۱۱۴

ذکرالٰہی اور شعارِ عظمتِ اسلام ہونے کی وجہ سے اس کے اجاڑنے والے کو معاشرے کا ظالم ترین انسان قرار دیا گیا ——— تو جو داڑھی اللہ کی بنائی ہوئی ہو، سراپا ذکرِالٰہی اور عظمتِ اسلام کی نشانی ہو، اللہ و رسول کے حکم کے خلاف اس کا اجاڑنے والا اللہ و رسول کی نظر میں کیا ہوگا !

شعارِ اسلام کی بات تو بہت اونچی ہے ——— اللہ و رسول نے تو ان چیزوں کو مٹانے کی ممانعت فرمائی ہے جن سے انسان کے دنیوی فائدے وابستہ ہیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک شام جانے والی فوج کو جو ہدایات جاری فرمائیں، ان میں یہ ہدایات بھی تھیں :-

(ا) کھجور کا کوئی دوسرا درخت نہ کاٹنا،

(ب) نہ کوئی عمارت مسمار کرنا [1]

ڈاکٹر منیز کرابوز نے لکھا ہے :-

"جس طرح دشمن کے یرغمالی سپاہیوں کو قتل کرنے کی ممانعت ہے اسی طرح غیرضروری تباہی اور غارت گری کی بھی ممانعت ہے [2]"

درختوں کو کاٹنے اور عمارتوں کو مسمار کرنے کی اس لئے ممانعت فرمائی کہ اس سے انسانی معیشت اور معاشرت متاثر ہوتی ہے۔ غور کرنے کا مقام ہے جو مذہب انسان کے دنیوی امور میں اتنا حساس ہے، وہ اس کے دینی امور میں

---

[1] عبدالقیوم ندوی خطبات نبوی، (مطبوعہ لاہور)، ص ۱۸۶

[2] ڈاکٹر منیز کرابوز، دی فاؤنڈیشن آف انٹرنیشنل اسلامک جیوگس پروڈنس، (مطبوعہ کراچی)، ص ،

کتنا حساس ہوگا !

لیکن یہاں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ اصل چیز اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی ہے ——— اگر وہ مٹانے کا حکم دیں گے تو جس چیز کی حفاظت کے لئے جان کی بازی لگائی گئی تھی، وہ فوراً مٹا دی جائے گی ——— جب مساجد کی حفاظت اور تکریم و عزت کا حکم ملا تو یہی کیا گیا اور جب مسجدِ ضرار کے متعلق یہ حکم ملا :-

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ——— لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا [1]

" اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی نافرمانی، پھوٹ ڈالنے اور مسلمانوں کے دل جدا کرنے کے لئے مسجد بنوائی ——— ہاں اس میں کبھی بھی کھڑے نہ ہونا "

چنانچہ یہ مسجد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ڈھا دی گئی اور اس کی جگہ شہر کا کوڑا ڈالا جانے لگا ———

اسی طرح جب درختوں کی حفاظت کا حکم ہوا تو حفاظت کی گئی اور جب کاٹنے کا حکم دیا گیا تو درخت کاٹ کر پھینک دیئے گئے ——— چنانچہ بنی نضیر اپنے قلعوں میں پناہ گزیں ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[1] القرآن الحکیم، سورۃ التوبہ، ۱۰۷، ۱۰۸

ان کے درخت کاٹنے کا حکم دیا اور ایسا ہی کیا گیا [1]

تو اصل مدعا اللہ و رسول کے احکام کی پیروی ہے —— جب وہ حفاظت کا حکم دیں گے تو معمولی سے معمولی چیز کی حفاظت کی جائیگی اور جب وہ مٹانے کا حکم دیں گے تو بڑی سے بڑی چیز قربان کر دی جائیگی ——

کیا آپ نے نہ دیکھا کہ جس جان کی حفاظت فرض ہے وہ اسکے حکم پر میدان جنگ میں کس طرح خوشی خوشی دے دی جاتی ہے؟ —— بیشک جو جان نافرمانی میں ضائع کی گئی اس کے لئے جہنم ہی جہنم ہے —— اور جو جان فرمانبرداری اور اطاعت شعاری میں دی گئی اس کیلئے جنت ہی جنت ہے۔

اللہ و رسول کے احکام ایسے نہیں جن میں ان کا نفع ہو —— نہیں نہیں حکم دینے والے بے نیاز ہیں —— ایک عطا کرنیوالا ہے' دوسرا تقسیم کرنیوالا ہے —— اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَ اللّٰہُ یُعْطِی [2] —— ان کے ہر حکم میں سراسر ہمارا ہی فائدہ ہے —— اللہ و رسول کا کوئی فائدہ نہیں —— مگر بتانے والوں نے اس طرح بتایا کہ جیسے وہ بے نیاز، نیاز مند ہے —— نفس کا حال یہ ہے کہ اسی وقت رغبت ہوتی ہے' جب اپنا فائدہ نظر آتا ہے —— نفس کے اس چلن سے ابلیس نے فائدہ اٹھایا اور بندگانِ خدا کو امیدیں دلا دلا کر خوب گمراہ کیا —— اور اللہ کی طرف جانے والے، ابلیس کی طرف جانے لگے —— انا للہ وانا الیہ راجعون۔

---

[1] القرآن الحکیم، سورۃ الحشر، ۵

[2] البخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل صحیح بخاری، ج ۱، ص ۱۶

۳

محدثینِ کرام نے اوراقِ احادیث میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک ادا کو محفوظ کر کے کتبِ احادیث کو محفلِ جاناں بنا دیا —— اب عالم یہ ہے، یوں معلوم ہوتا ہے ؏

یہ چل رہے ہیں، وہ پھر رہے ہیں، یہ آرہے ہیں، وہ جا رہے ہیں

دل تو یہ چاہتا ہے کہ ایک ایک ادا معلوم کی جائے —— پھر ہر ہر ادا پر جان نچھاور کی جائے —— حضرتِ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیسی محبت کی بات فرمائی —— فرماتے ہیں :-

وَاَنَا اَشْتَہِیْ اَنْ یَصِفَ لِیْ مِنْہَا شَیْئًا اَتَعَلَّقُ بِہٖ [1]

" اور مجھے بڑا شوق تھا کہ (ماموں جان) مجھ سے نانا جان کا سراپا بیان کریں اور پھر میں ان کی ہر ہر ادا کو اپنا لوں ——"

تو آیئے اس محفل کی طرف چلیں اور دیدار سے مشرف ہونے والوں سے سراپائے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم معلوم کریں —— اور یہ پوچھیں کہ کیا چہرۂ انور

---

[1] محمد امیر شاہ گیلانی : انوارِ غوثیہ (مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء) ص ۲۱

پر ریش مبارک تھی؛

(ا) حضرتِ عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں :-

"ہاں! گھنی داڑھی تھی! (کَثُّ اللِّحْیَۃِ)[1]

(ب) حضرتِ علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں :-

"ہاں، گھنی داڑھی تھی! (کَثُّ اللِّحْیَۃِ)[2]

(ج) وہی فرماتے ہیں :-

"ہاں بھرواں داڑھی تھی! (عَظِیْمُ اللِّحْیَۃِ)[3]

(د) حضرتِ ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :-

"ہاں، گھنی داڑھی تھی! (کَثُّ اللِّحْیَۃِ)[4]

(ھ) حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں :-

"ہاں، گھنی داڑھی تھی! (کَثُّ اللِّحْیَۃِ)[5]

(و) اور ایک جگہ فرماتے ہیں :-

وَكَانَتْ لِحْيَتُهٗ قَدْ مَلَأَتْ مِنْ هٰهُنَا اِلٰى هٰهُنَا،

---

[1] عیاض بن موسےٰ، القاضی ابو الفضل : الشفاء ، ج۱ ، ص ۳۸

[2] ایضاً ، ص ۳۸

[3] بیہقی، ابوبکر احمد بن حسین بن علی : شعب الایمان، (بحوالہ لمعۃ الضحیٰ، مطبوعہ لاہور) ، ص ۱۹

[4] احمد رضا خاں لمعۃ الضحیٰ ، (۱۳۱۵ھ) ، ص ۱۸

[5] ایضاً : ص ۱۹

وَ اَمَرَّ يَدَيْهِ عَلٰى عَارِضَيْهِ[1]

(پھر اپنے رخساروں پر ہاتھ پھیر کر بتایا کہ) ریش مبارک یہاں سے یہاں تک بھری ہوئی تھی۔"

(ز) حضرتِ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں :-

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيْرَ شَعَرِ اللِّحْيَةِ[2]

"رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ریش مبارک میں بال بڑی کثرت سے تھے"

(ح) حضرتِ انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں :-

يُكْثِرُ دُهْنَ رَأْسِهٖ وَ تَسْرِيْحَ لِحْيَتِهٖ[3]

"سرِ اقدس میں تیل ڈالتے اور بسا اوقات ریش مبارک میں کنگھی کیا کرتے تھے"

(ط) آپ ہی کا ارشاد ہے :-

اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ جَالِسَانِ نَحْوَ الْمِنْبَرِ اِذْ طَلَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ مِنْ

---

[1] احمد رضا خاں : لمعۃ الضحیٰ ، ص ۱۹

[2] القشیری، ابو الحسین عساکر الدین مسلم بن حجاج : صحیح مسلم ، ج ۲ ، ص ۲۵۹

[3] محمد امیر شاہ گیلانی : انوارِ غوثیہ ، ص ۶۰

بَعْضِ بُیُوْتِ نِسَآئِہٖ یَمْسَحُ لِحْیَتَہٗ [۱]

" حضرت ابوبکر اور عمر مسجد نبوی میں منبر کے قریب بیٹھے تھے کہ اچانک حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اپنے دولت کدے سے ریش مبارک پر ہاتھ پھیرتے ہوئے باہر تشریف لائے "

آپ نے دیکھا، ہر دیکھنے والے نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر داڑھی کی بہاریں دیکھی ہیں ——— بار بار دیکھی ہیں اور بار بار بتایا ہے کہ اب شک و شبہہ کی کوئی گنجائش نہ رہی ——— ع

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

---

[۱] محمد امیر شاہ گیلانی : انوارِ غوثیہ ، ص ۷۰،۱۰۷

۴

مُصلحینِ عالم کا یہ دستور رہا ہے کہ اپنے پیروکاروں سے ان باتوں کی امید رکھتے ہیں جو خود نہیں کرتے، یا کرتے تو ہیں مگر اس قدر نہیں جس قدر امید رکھتے ہیں ——— اسی لئے قرآن نے کہا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ " تم ایسی باتیں کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے ؟ ——— مگر وہ دوجہاں کا تاجدار اور دوعالم کا مصلح (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس شان سے جلوہ گر ہوتا ہے کہ پہلے خود کرتا ہے، پھر اپنے جانثاروں سے کہتا ہے ——— جتنی ان سے امید رکھتا ہے، اس سے زیادہ خود کرکے دکھاتا ہے ——— تو یہ تو آپ دیکھ چکے کہ اس نے کیا کیا؟ آئیے اب یہ دیکھیں کہ اس نے (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے فداکاروں سے کیا کہا :-

(ا) خَالِفُوا الْمُشْرِکِیْنَ اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَوْفِرُوا اللِّحْیَۃَ [۱]

---

[۱] (ا) صحیح بخاری : ج ۲ ، ص ۸۷۵

(ب) صحیح مسلم : ج ۱ ، ص ۱۲۹

" مشرکین کے خلاف کرو، مونچھیں خوب پست کرو اور داڑھی خوب بڑھاؤ "

(ب) اِنْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللُّحٰى [1]

" مونچھیں مٹاؤ، داڑھیاں بڑھاؤ "

(ج) اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللُّحٰى [2]

" مونچھیں خوب پست کرو اور داڑھیاں چھوڑ دو "

(د) اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِاِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ وَاِعْفَاءِ اللُّحٰى [3]

" بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ مونچھیں خوب پست کرو اور داڑھیاں چھوڑ دو "

(ھ) جُزُّوا الشَّوَارِبَ وَاَرْخُوا اللُّحٰى خَالِفُوا الْمَجُوْسَ [4]

" مونچھیں کترو، داڑھیاں بڑھنے دو، آتش پرستوں کے خلاف کرو "

---

[1] صحیح بخاری : ج۲ ، ص ۸۷۵

[2] ابوداؤد شریف : ج۲ ، ص ۱۲۲

[3] (ا) صحیح مسلم : ج۱ ، ص ۱۲۹
(ب) ترمذی شریف : ص ، ۳۹۴

[4] (ا) الطحاوی، ابوجعفر احمد بن محمد الحنفی : شرح معانی الآثار ، ج۲ ، ص ۲۷۸
(ب) امام احمد بن حنبل : مسند احمد (بحوالہ لمعۃ الضحیٰ ، ص ۲۷)

(و) اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللُّحٰى وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ

" مونچھیں خوب پست کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ، یہودیوں کی سی صورت نہ بناؤ ـــــــ ! "

(ز) قُصُّوْا سِبَالَكُمْ وَوَفِّرُوْا عَثَانِيْنَكُمْ وَخَالِفُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ ـــــــ ! [2]

" مونچھیں کترو اور داڑھیاں خوب بڑھاؤ ـــــــ اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) کے خلاف کرو "

(ح) اَوْفُوا اللُّحٰى وَقُصُّوا الشَّوَارِبَ [3]

" داڑھیاں پوری کرو اور مونچھیں ترشواؤ ! "

(ط) اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللُّحٰى [4]

" مونچھیں خوب پست کرو اور داڑھیاں خوب بڑھاؤ ! "

(ی) لٰكِنْ رَبِّيْ اَمَرَنِيْ اَنْ اُحْفِيَ شَارِبِيْ وَاُعْفِيَ لِحْيَتِيْ [5]

" مگر مجھے میرے پروردگار نے حکم دیا ہے کہ اپنی مونچھیں پست کروں اور داڑھی بڑھاؤں "

---

[1] شرح معانی الآثار : ج۲ ، ص ۲۷۸

[2] مسند احمد (بحوالہ لمعۃ الضحیٰ ، ص ۲۸)

[3] ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی : طبرانی کبیر (بحوالہ لمعۃ الضحیٰ ، ص ۲۸)

[4] ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی : شعب الایمان، (بحوالہ لمعۃ الضحیٰ ، ص ۲۸)

[5] ابن سعد : الطبقات الکبریٰ ، (مطبوعہ بیروت)

(ک) اِنَّہٗ اَمَرَ بِاِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ وَاِعْفَاءِ اللُّحٰی [1]

"حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے مونچھیں کترولنے اور داڑھیاں بڑھانے کا حکم فرمایا ہے"

(ل) وَفِّرُوْا اللُّحٰی وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ [2]

"داڑھیاں خوب بڑھاؤ اور مونچھیں کترواؤ"

(س) رَبِّیْ اَمَرَنِیْ بِاِعْفَاءِ لِحْیَتِیْ وَقَصِّ شَوَارِبِیْ [3]

"میرے پروردگار نے مجھے اپنی داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کتروانے کا حکم دیا ہے"

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی رکھنے کی کتنی تاکید فرمائی ہے ——— اور تاکیدِ شدید کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ فرمایا جارہا ہے :-

اَمَرَنِیْ رَبِّیْ

"میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے"

اللہ اکبر! ——— اس حکم کی عظمت اور اہمیت پر تو غور کرو ——— شہنشاہِ مطلق، سرورِ انبیاء (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو حکم دے رہا ہے اور

---

[1] صحیح مسلم : ج ۱ ، ص ۱۲۹

[2] صحیح بخاری : ج ۲ ، ص ۸۷۵

[3] ابن سعد : الطبقات الکبریٰ ، (بحوالہ لمعۃ الضحیٰ ، ص ۲۹)

آپ کس اہتمام سے اس کا ذکر فرما رہے ہیں! ——— اور ہم کو حکم دے رہے ہیں ——— تو یہ حکم کوئی معمولی حکم نہیں ——— یہ سنت کوئی معمولی سنت نہیں ——— یہ وجوب سے گزر کر فرضیت کی سرحدوں میں داخل ہو رہی ہے ——— یہ رب کا حکم ہے ——— یہ ہمارے آقا و مولیٰ تاجدارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے ———

تم نے اگر یہ حکم نہ مانا تو دیکھنا کہیں وہ نگاہیں تم سے نہ پھر جائیں جو جانِ زندگی ہیں ؎

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

دیکھو دیکھو! شاہِ ایران کے حکم سے گورنرِ یمن باذان کے دو افسر دربارِ رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں حاضر ہیں اور رعبِ نبوت سے کانپ رہے ہیں ——— سنو سنو! دیکھنے والے کیا کہہ رہے ہیں:-

اِنَّہُمَا دَخَلَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَا قَدْ حَلَقَا لُحَاہُمَا وَاَعْفَیَا شَوَارِبَہُمَا فَکَرِہَ النَّظَرَ اِلَیْہِمَا وَقَالَ وَیْلَکُمَا مَنْ اَمَرَکُمَا بِہٰذَا؟ قَالَا رَبُّنَا، یَعْنِیَانِ کِسْرٰی ——— فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لٰکِنْ رَبِّیْ اَمَرَنِیْ بِاِعْفَاءِ لِحْیَتِیْ وَقَصِّ شَوَارِبِیْ [1]

---

[1] الطبقات الکبریٰ ، (بحوالہ لمعۃ الضحیٰ ، ص ۲۹)

" یہ دونوں جب بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے تو داڑھیاں منڈائے ہوئے اور مونچھیں بڑھائے ہوئے تھے ——— سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے دیکھنے میں بھی کراہیت محسوس ہوئی ——— آپ نے دریافت فرمایا، تم دونوں برباد ہو آخر تمہیں ایسا کرنے کا کس نے حکم دیا ہے؟ ——— وہ بولے ' ہمارے پروردگار نے ، (اس سے ان کی مراد شاہِ ایران کسریٰ تھا) پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، مگر مجھے تو میرے پروردگار نے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں ترشوانے کا حکم فرمایا ہے۔"

غور کرو! آتش پرستوں کی داڑھی منڈی ہوئی اور مونچھیں بڑھی ہوئی دیکھ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کراہت آئی۔ تو جب اس حالت میں ہم کو دیکھیں گے تو چہرۂ انور نہ پھیر لیں گے؟

۵

داڑھی کا بنیادی مقصد تو اطاعتِ رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہی ہے لیکن اگر دوسرے پہلوؤں پر بھی نظر ڈالی جائے تو بہت سے ذیلی مقاصد و منافع سامنے آتے ہیں، گو یہ مقصودِ حقیقی نہیں۔

مثلاً روحانی لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ ایک ایسا عمل ہے جس کو امتِ مسلمہ نے چودہ سو سال سے سینے سے لگا رکھا ہے، اس عمل کا سلسلہ حضرتِ آدم علیہ السلام پر منتہی ہوتا ہے تو اس عظیم سلسلے کے تصور ہی سے روح میں بالیدگی اور تازگی پیدا ہوتی ہے اور رفعت کا ایک احساس کروٹ لیتا ہے جو قومی تنغ کے لئے تریاق و اکسیر ہے ——— جمالیاتی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو ایک نیا زاویہ نظر آتا ہے، جمال کا تعلق بقاء سے ہے، فنا سے نہیں [illegible] [illegible] بقاء کی طرف قدم بڑھایا تو اس نے جمالِ حقیقی کی قدر پہچانی ——— وہ لذت نہیں جو بقاء میں ہے ——— اور جمیل وہی ہے جو جمال کی قدر کرے ——— تمدنی لحاظ سے دیکھا جائے تو داڑھی سے قومی تشخص قائم رہتا ہے، گردشِ زمانہ کے ساتھ ساتھ تاریخی عمل جو اپنا کام کرتا رہتا ہے، اس عمل کے دائرے سے باخبر اور حساس ملت سرخروئی سے نکل جاتی ہے اور صدیاں گزر جانے کے باوجود اس کا ملی تشخص باقی رہتا ہے ——— معاشرتی نقطۂ نظر

سے دیکھا جائے تو داڑھی سے چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم مسلمان ہیں، ہمارا وجود دوسروں کی نظروں میں مبہم نہیں رہتا، ہم چھپے نہیں رہتے، ہم عالم آشکار ہو جاتے ہیں ——— ہم ہر جگہ جانے پہچانے جاتے ہیں ——— اقتصادی زاویۂ نگاہ سے دیکھا جائے تو داڑھی رکھنے سے بہت سا وقت اور روپیہ پیسہ بچ جاتا ہے جو بے فائدہ ضائع ہوتا ہے ——— ہر دانا و بینا انسان وقت اور پیسہ خرچ کر کے کچھ پاتا ہے مگر یہاں پاتا نہیں بلکہ کھوتا ہے ——— تہذیبی لحاظ سے دیکھا جائے تو داڑھی رکھنے سے انسان خود بخود شائستہ بن جاتا ہے، کوئی ایسی حرکت نہیں کر پاتا جو شائستگی کے خلاف ہو، اگر کوئی ایسی ویسی بات کرتا ہے تو اس کا ضمیر خود اس کو ملامت کرتا ہے اور ٹوکنے والے بھی برملا ٹوک دیتے ہیں، ہر شخص اس سے نیک توقعات رکھتا ہے اس لئے وہ خود کو لئے دئے رہتا ہے ——— طبعی و طبی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو داڑھی مردانگی و رجولیت کو باقی رکھتی ہے ——— ماہرین کا خیال ہے کہ اگر سات نسلوں تک داڑھیاں صاف ہوتی رہیں تو آٹھویں نسل کے مرد، مرد نہیں رہیں گے ——— اگر ایسا ہوا تو وہ روز بروز نوعِ انسانی کے لئے ایک المیہ ہو گا ———

یہ تمام فوائد و منافع اپنی جگہ مگر اطاعت و بندگی کی بہاروں کے سامنے ہر بہار ہیچ ہے ——— جب داڑھی رکھو تو اسی نسبت سے رکھو کہ یہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کی نشانی ہے ———

۶

اسلام دینِ فطرت ہے ——— اس کو ایسی باتیں اچھی نہیں لگتیں جو فطرت کے خلاف ہوں ——— عقائد میں کیا ——— عبادات میں کیا ——— معاملات میں کیا ——— معاشرت میں کیا ——— اخلاق میں کیا ——— زندگی کے ہر شعبے میں فطرت کے تقاضوں کو سامنے رکھا گیا ہے ——— تو جب داڑھی کا حکم دیا گیا تو وہاں بھی حسنِ فطرت اور تقاضائے فطرت کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا اور وہی بات کہی گئی جو عینِ فطرت ہے ——— اور جو عینِ فطرت ہے وہ عینِ انصاف ہے ———

اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی [1]

اور یہ بات بھی قابلِ توجہ ہے کہ احادیثِ شریفہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہودیوں، عیسائیوں اور آتش پرستوں کی مخالفت کرو ——— داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں ترشواؤ ———

تہذیب و تمدن میں نشیب و فراز آتے رہتے ہیں ——— عین ممکن تھا کہ ایسا انقلاب آجاتا کہ جس روش پر مسلمان چل رہے تھے،

---

[1] القرآن الحکیم، سورۃ المائدہ، ۸

یہود و نصاریٰ اور مجوسی چلنے لگتے ——— مگر نہیں، صدیاں بیت گئیں، ایسا انقلاب نہ آنا تھا، نہ آیا ——— اس سے معلوم ہوا کہ دینِ فطرت کی ہر بات، فطرت کے مطابق ہے جو بدلتی نہیں ——— ایک حالت پر رہتی ہے ——— یہ بھی ممکن تھا کہ یہودی و عیسائی اور آتش پرست مونچھیں پست کرنے لگتے اور داڑھیاں بڑھانے لگتے ——— مگر آجتک ان لوگوں میں کوئی ایسی صورت نظر نہ آئی ——— اگر داڑھیاں بڑھی ہوئی ملیں گی تو ساتھ ہی مونچھیں بھی بڑھی ہوئی ملیں گی ——— وہ دینِ فطرت کی روش کو نہیں اپنا سکتے کہ ان کے مزاج کی اٹھان غیر فطری ہے ——— دینِ فطرت کی باتیں وہی قبول کرے گا جو فطرت کی ڈگر پر آجائے گا۔

بلاشبہ اسلام نہیں چاہتا کہ معاشرے میں کوئی بھی مسلمان فطرت کے خلاف بغاوت کرے ——— اس کو ایسی بغاوتیں اچھی نہیں لگتیں جو ہمارے لئے اچھی نہیں ——— وہ اپنی ذات سے تو بے نیاز ہے ——— اس کو جو کچھ اچھا لگتا ہے، ہمارے ہی لئے اچھا لگتا ہے ——— اور جو کچھ بُرا لگتا ہے، ہمارے ہی لئے بُرا لگتا ہے ——— اس کی پسندیدگی اور ناپسندیدگی کے قربان! سبحان اللہ! ——— تو آیئے دیکھیں، تقاضائے فطرت کی روشنی میں اسلام ہم سے ہمارے لئے کیا چاہتا ہے ——— اور ہمارے آقا و مولیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) فطرت سے آمادۂ پیکار ہونے والوں کے لئے کیا فرما رہے ہیں ——— سنو سنو! وہ کیا فرما رہے ہیں :-

(ا) لَعَنَ اللّٰہُ الْمُتَشَبِّھِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَالْمُتَشَبِّھَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ [1]

" اللہ کی لعنت ان مردوں پر جو عورتوں کی وضع بنائیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی وضع اختیار کریں "

(ب) لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَقَالَ اَخْرِجُوْھُمْ مِنْ بُیُوْتِکُمْ [2]

" رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے زنانے مردوں اور مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی اور فرمایا ان کو اپنے گھروں سے نکال دو "

(ج) لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ یَلْبَسُ لِبْسَۃَ الْمَرْاَۃِ وَالْمَرْاَۃَ تَلْبَسُ لِبْسَۃَ الرَّجُلِ [3]

---

[1] (ا) صحیح بخاری : ج۲ ، ص ۸۷۴

(ب) ترمذی شریف : ، ص ۳۹۶

(ج) نسائی شریف : (بحوالہ لمعۃ الضحیٰ ، ص ۴۱)

(د) ابوداؤد شریف : ، ص ۱۱۴

[2] بخاری شریف : ج۲ ، ص ۸۷۴

[3] نسائی شریف : (بحوالہ لمعۃ الضحیٰ ، ص ۴۲)

" رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اس مرد پر لعنت فرمائی جو عورتوں کا پہناوا پہنے اور اس عورت پر بھی لعنت فرمائی جو مردوں کا پہناوا پہنے "

(د) لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِالرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ وَلَا مَنْ تَشَبَّهَ بِالنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ [1]

" عورتوں میں وہ عورت ہم میں سے نہیں جو مردوں جیسی بنے اور نہ مردوں میں سے وہ مرد ہم سے ہے جو عورتوں جیسا بنے "

(ھ) لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخَنَّثِي الرِّجَالِ الَّذِيْنَ يَتَشَبَّهُوْنَ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ الْمُتَشَبِّهَاتِ بِالرِّجَالِ (الحدیث) [2]

" رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ان زنانے مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں کی صورت بنائیں اور ان مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردانی شکل بنائیں "

(و) ثَلٰثَةٌ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اَبَدًا اَلدَّيُّوْثُ وَالرَّجِلَةُ مِنَ النِّسَاءِ وَمُدْمِنُ الْخَمْرِ [3]

---

[1] احمد بن حنبل : مسند ، (بحوالہ لمعۃ الضحیٰ ، ص ۴۲)

[2] ایضاً

[3] ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی : طبرانی کبیر ، (بحوالہ لمعۃ الضحیٰ ، ص ۴۳)

" تین شخص جنت میں کبھی نہ جائیں گے ، دیوث اور مردانی عورت اور شراب کا دھنی "

(ز) ثَلٰثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَلْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ وَالْمَرْاَةُ الْمُتَرَجِّلَةُ الْمُتَشَبِّهَةُ بِالرِّجَالِ وَالدَّيُّوْثُ [1]

" تین شخصوں پر اللہ تعالےٰ قیامت کے دن رحمت کی نظر نہ فرمائے گا ، ماں باپ کا نافرمان ، مردوں کی وضع بنانیوالی مردانی عورت اور دیوث "

(ح) اَرْبَعَةٌ يُصْبِحُوْنَ فِيْ غَضَبِ اللّٰهِ وَيُمْسُوْنَ فِيْ غَضَبِ اللّٰهِ اَلْمُتَشَبِّهُوْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتُ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ (الحدیث) [2]

" یہ چار اشخاص صبح کریں تو اللہ کے غضب میں ، شام کریں تو اللہ کے غضب میں ——— زنانی وضع اختیار کرنیوالے مرد اور مردانی وضع اختیار کرنیوالی عورت ——— الخ "

اور وہ چار شخص جن پر اللہ تعالےٰ عرش سے دنیا و آخرت میں لعنت بھیجتا ہے اور فرشتے آمین کہتے ہیں ——— ان چار شخصوں میں دو یہ ہیں :

---

[1] نسائی شریف (بحوالہ لمعۃ الضحیٰ ، ص ۴۳)

[2] البیہقی ، احمد بن حسین بن علی ، شعب الایمان (بحوالہ لمعۃ الضحیٰ ، ص ۴۳)

(ط) رَجُلٌ جَعَلَهُ اللّٰهُ ذَكَرًا فَاَنَّثَ نَفْسَهٗ وَتَشَبَّهَ بِالنِّسَآءِ وَامْرَاَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ اُنْثٰى فَتَذَكَّرَتْ وَتَشَبَّهَتْ بِالرِّجَالِ (الحدیث) [1]

"وہ مرد جسے خدا نے نر بنایا اور مادہ بنے، عورتوں کی وضع اختیار کرے اور وہ عورت جسے خدا نے مادہ بنایا اور وہ نر بنے اور مردانی وضع اختیار کرے۔"

ان تمام احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کو پسند نہیں کہ انسان فطرت کے خلاف کوئی روش اختیار کرے، خواہ وہ حقیقی ہو یا مجازی —— اگر اس نے ایسا کیا تو وہ اللہ کی رحمت سے محروم ہے —— اگر دیکھا جائے تو داڑھی مونڈنا بھی ایک طرح مجازی طور پر اپنے آپ کو عورتوں کی مثل بنانا ہے —— تو پھر کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ ساری حدیثیں ہمارے افکار و اعمال کی نشاندہی کر رہی ہوں؟

ایک حدیث سے تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ تمام احادیث ہمارے فکر و عمل کی غماز ہیں —— اس حدیث شریف میں بالوں کی غیر فطری تراش وخراش کرنے والے کو بھی رحمتِ الٰہی سے محروم قرار دیا ہے —— سنئے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا ارشاد فرما رہے ہیں:-

---

[1] طبرانی شریف ۔ (بحوالہ لمعۃ الضحیٰ، ص ۴۴)

مَنْ مَثَّلَ بِالشَّعْرِ فَلَيْسَ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ خَلَاقٌ [1]

"جو اپنے بالوں کو صورت سے بے صورت بنادے، اللہ عزوجل کے ہاں اس کا کچھ حصہ نہیں۔"

یہاں پر ایک بات اور یاد رکھنے کے قابل ہے، شریعت اسلامی میں مسلم یا غیر مسلم مقتول کا مُثلہ بنانا یعنی ہاتھ پیر اور ناک، کان کاٹنا اور صورت سے بے صورت کرنا حرام ہے، تو اگر مقتول کے داڑھی ہو تو اس کا مونڈنا بھی شرعاً حرام ہوگا کہ یہ عمل مُثلہ بنانے کے حکم میں ہے، احترام انسانیت اور تقاضائے فطرت کے پاس و لحاظ کی اس سے بڑھ کر اور کیا مثال ہوگی؟

---

[1] طبرانی کبیر، (بحوالہ لمعۃ الضحیٰ، ص ۴۰)

۷

پچھلے اوراق میں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ داڑھی مونڈنا اللہ کے حکم کے خلاف ہے ــــــ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل وارشاد کے خلاف ہے ــــــ اور فطرتِ سلیمہ کے خلاف ہے ــــــ اور ایک بات اور توجہ کے قابل ہے کہ داڑھی مونڈنا شیوۂ اغیار ہے ــــــ آج تو یہ حقیقت ہمارے سامنے ہے، کسی دلیل وحجت کی ضرورت نہیں ــــــ لیکن حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک اور اس کے بعد کے ادوار میں بھی یہی حال تھا جو اب حال ہے ــــــ ذرا ان تاریخی شواہد کو ملاحظہ فرمائیں :-

(ا) ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَجُوْسَ فَقَالَ اِنَّهُمْ يُوَفِّرُوْنَ سِبَالَهُمْ وَيَحْلِقُوْنَ لِحَاهُمْ فَخَالِفُوْهُمْ [1]

" رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے آتش پرستوں کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ وہ اپنی لبیں بڑھاتے ہیں اور داڑھیاں

[1] (ا) شعب الایمان ، (بحوالہ لمعۃ الضحٰی ، ص ۲۸)
(ب) طبرانی کبیر ، (ایضاً ، ص ۲۸)

مونڈتے ہیں، تم ان کے خلاف کرو "

(ب) اَلْاَخْذُ مِنَ اللِّحْيَةِ وَهِيَ دُوْنَ الْقُبْضَةِ كَمَا يَفْعَلُهُ بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ وَمُخَنَّثَةُ الرِّجَالِ فَلَمْ يُبِحْهُ اَحَدٌ وَاَخْذُ كُلِّهَا فِعْلُ الْمَجُوْسِ الْاَعَاجِمِ وَالْيَهُوْدِ وَالْهُنُوْدِ وَبَعْضِ اَجْنَاسِ الْاَفْرَنْجِ الخ [1]

" جب داڑھی ایک مشت سے کم ہو تو پھر اس میں سے مزید کچھ لینا، جس طرح بعض مغربی زنانے زنخے کرتے ہیں، کسی کے نزدیک پسندیدہ نہیں اور پوری داڑھی مونڈ دینا تو یہ ایرانی آتش پرستوں، یہودیوں، ہندوؤں اور بعض فرنگیوں کا شیوہ ہے "

(ج) قَصُّ اللِّحْيَةِ كَانَ مِنْ صَنِيْعِ الْاَعَاجِمِ وَهُوَ الْيَوْمَ شِعَارُ كَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ كَالْاَفْرَنْجِ وَالْهُنُوْدِ وَمَنْ لَّا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الدِّيْنِ الخ [2]

" داڑھی مونڈنا پارسیوں کا کام تھا اور اب تو بہت سے کافروں کا شعار بن گیا ہے جیسے فرنگی، ہندو اور وہ لوگ جن کا دین میں کچھ حصہ نہیں "

[1] (ا) ابن ہمام ، محمد بن عبد الواحد السیواسی : فتح القدیر ؛ ج ۲ ، ص ۷۷
(ب) ابن نجیم ، زین العابدین بن ابراہیم بن محمد : البحر الرائق (بحوالہ لمعۃ الضحٰی ، ص ۳۲)

[2] عبد الحق محدث دہلوی ، شیخ : لمعات شرح مشکوٰۃ ، ج ۲ ، ص ۶۷

(د) وَاَمَّا الْاَخْذُ مِنْهَا وَهِيَ دُوْنَ ذٰلِكَ كَمَا يَفْعَلُهُ بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ وَمُخَنَّثَةُ الرِّجَالِ فَلَمْ يُبِحْهُ اَحَدٌ وَاَخْذُ كُلِّهَا فِعْلُ هُنُوْدِ الْهِنْدِ وَالْمَجُوْسِ[1]

" اور مقدار ایک مشت سے کم کرنا جیسا کہ بعض مغربی لوگ اور مخنث مرد کرنے لگے ہیں، کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں اور ساری داڑھی منڈانا تو ہندوستان کے ہندوؤں اور ایران کے مجوسیوں کا فعل ہے "

(ھ) وَقَصُّ اللِّحْيَةِ كَانَ مِنْ سُنَنِ الْاَعَاجِمِ وَهُوَ الْيَوْمَ شِعَارُ كَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَالْاَفْرَنْجِ وَالْهُنُوْدِ وَمَنْ لَّا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الدِّيْنِ[2]

" اور داڑھی مونڈنا ایرانیوں کا شیوہ ہے اور آج تو وہ بہتیرے مشرکوں، انگریزوں اور ہندوؤں کا طریقہ ہوگیا ہے اور وہ ان لوگوں کا شعار بن گیا ہے جن کو دین سے کوئی سروکار نہیں "

مندرجہ بالا عبارات سے معلوم ہوا کہ داڑھی منڈانا مسلمانوں کا

---

[1] محمد علاؤالدین حنفی الحصکفی، درالمختار فی شرح تنویر الابصار (بحوالہ المعنا لیضحے، ص ۳۲)

[2] (د) طیبی شرح مشکوٰۃ، (بحوالہ ایضاً، ص ۳۳)

(ب) علی قاری، ملا: مرقاۃ شرح مشکوٰۃ۔ (بحوالہ ایضاً ص ۳۲)

(ج) عبدالحق دہلوی: لمعات شرح مشکوٰۃ، (ایضاً ص ۳۲)

شیوہ نہیں بلکہ یہودیوں، عیسائیوں، مجوسیوں، فرنگیوں اور ہندوؤں کا شیوہ رہا ہے ــــــ ظاہر ہے یہ لوگ اسلام کی نظر میں اللہ کے دوست نہیں بلکہ اس کے دوست ہیں جو اللہ کے مدمقابل آیا اور دھتکارا گیا ــــــ اس بدبختی اور بدنصیبی کے بعد اس نے اولادِ آدم سے انتقام لینے کی ٹھان لی کیونکہ آدم (علیہ السلام) نہ ہوتے تو سجدے کے لئے نہ کہا جاتا اور سجدے کے لئے نہ کہا جاتا تو یہ آفت نہ آتی ــــــ اس لئے ابلیس کی نظر میں اس کی بدبختی کے ذمہ دار آدم (علیہ السلام) تھے ــــــ اس نے جوشِ انتقام میں جو کچھ کہا قرآن نے بڑی کراہیت کے ساتھ اس کو نقل کیا ہے ــــــ ارشاد ہوتا ہے :-

لَعَنَهُ اللّٰهُ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا[1]

" اللہ نے اس پر لعنت کی چونکہ اس نے یہ کہا تھا کہ میں نے تیرے بندوں میں سے اپنا لگا بندھا حصہ ضرور لونگا "

خدا وہ روزِ سیاہ نہ دکھائے کہ ہمارا احتساب کتاب ابلیسِ لعین کے حصے میں آئے، آمین! ــــــ ابلیس نے اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ یہ بھی صاف صاف اعلان کیا :-

وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ وَمَنْ يَّتَّخِذِ

---

[1] القرآن الحکیم، سورۃ النساء، ص ۱۱۸

الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ۝ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ [1]

" بے شک میں ان کو حکم دونگا (تو وہ میرے حکم پر) اللہ کی بنائی ہوئی چیزیں بگاڑیں گے (ہم یہ بات واضح کر دینا چاہتے ہیں) کہ جو کوئی اللہ کو چھوڑ کر ابلیس کو اپنا دوست بنائے تو بے شک اس نے سراسر نقصان ہی نقصان اٹھایا (ابلیس ان کو) امیدیں دلاتا ہے اور وہ ان کو امیدیں اور وعدے کیا دلاتا ہے نرا دھوکا ہی دھوکا ہے۔"

اس آیت سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلے اللہ تعالےٰ کی بنائی ہوئی چیز کو ابلیس کے اشارے پر اس کے چاہنے والوں اور فرمانبرداروں نے بگاڑا، داڑھی مونڈنا بھی تصویر کا بگاڑنا ہی ہے اور جیسا کہ عرض کیا گیا یہ کام پہلے پہل یہودیوں، عیسائیوں اور دوسرے کفار و مشرکین نے کیا ——— اللہ تعالےٰ نے پوری انسانیت کے لئے ایک راہ متعین کی جس کو ہر عہد اور زمانے میں "اسلام" کے نام سے یاد کیا گیا اور ہر قوم کو حکم دیا گیا کہ اسی راہ پر چلے مگر پھر بھی لوگوں نے صراطِ مستقیم کو چھوڑ کر دوسری راہیں اختیار کیں ——— یہ وہی راہیں تھیں جو ابلیس نے متعین کیں اور مخلوقِ الٰہی کو گمراہ کیا،

---

[1] القرآن الحکیم ، سورۃ النساء ، ص ۱۱۹

اسی لئے قرآن نے اللہ کے سچے بندوں کو ابلیس کے چلن پر چلنے سے روکا ہے ——— سنو سنو! قرآن کیا کہہ رہا ہے :-

(ل) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ [1]

" اے ایمان والو! شیطان کے قدم بہ قدم نہ چلو ——— جو شخص شیطان کے قدم بہ قدم چلا تو وہ بے حیائی اور بری بات کا حکم کرتا ہے ———"

(ب) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ [2]

" اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدم بہ قدم نہ چلو، اس میں کوئی شک نہ کرنا کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔"

قرآن کا یہ فرمان کہ اُدْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً (اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ) صاف صاف بتا رہا ہے کہ اللہ تعالےٰ کو یہ بات پسند نہیں

---

[1] القرآن الحکیم ، سورۃ النور ، ۲۱
[2] القرآن الحکیم ، سورۃ البقرہ ، ۲۰۸

کہ دینِ اسلام میں داخل ہونے کے بعد کچھ باتیں اللہ کی مان لی جائیں اور کچھ ابلیس
کی —— یہ دوہری اطاعت اور دوہری وفاداری عقل و دانائی کے بھی
خلاف ہے —— ایک ملک میں دو بادشاہوں کا حکم نہیں چل سکتا چہ جائیکہ
بادشاہ اور اس کے باغی کا حکم ساتھ ساتھ چلے!

لیکن افسوس ہمارے بعض بادشاہوں اور شاعروں نے مسلم
معاشرے کو باغیانہ فکر دیا، جس نے مزاجوں کو مسموم کر دیا ——
ایک شاعر کہتا ہے ؎

خط کے آنے سے ہوا معلوم جانا حسن کا
نوخطوں تے اب نکالا پیش خانہ حسن کا

شعائرِ اسلام کا مذاق اڑایا، حلال کو حرام اور حرام کو حلال بتایا گیا اور
سب نے ٹھنڈے دل سے سنا اور خاموشی سے تماشا دیکھا ——
کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ ٹوکتا —— شاعر کے لئے چہرۂ بے ریش
ہی گہوارۂ حسن و جمال ہے —— داڑھی کیا نکلی گویا حسن و جمال کا
سارا بکھیڑا پھیل گیا —— سبحان اللہ! اس معیارِ حسن پہ ماتم کیجئے
جو دیکھتے ہی دیکھتے ایک مختصر سی داڑھی کی نذر ہو گیا —— انگریزی شاعر
کیٹس نے کیا خوب کہا ہے :-

"حُسن، صداقت ہے —— اور صداقت حسن
ہے، دنیا میں رہ کر یہی ہمیں جاننا چاہئے اور اسی کی ہم کو
ضرورت ہے"

ہاں جس طرح سچائی کو زوال نہیں اسی طرح حسنِ حقیقی کو بھی زوال نہیں
یہ وہ جمال ہے جو پسندیدۂ جمیل ہے —— اَللّٰہُ جَمِیْلٌ یُحِبُّ
الْجَمَالَ ——

چنانچہ قرآن میں جہاں ابلیس کی چال چلنے والوں اور اس کی امیدیں
اور دعووں سے لو لگانے والوں کے لئے یعنی حسنِ حقیقی سے روگردانی کرنے والوں
کے لئے یہ وعید ہے :-

اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ز وَلَا يَجِدُوْنَ
عَنْهَا مَحِيْصًا ۝ [1]

"یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ اس سے
بچ نکلنے کی جگہ نہ پائیں گے"

وہاں اللہ و رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے چاہنے والوں اور ان کے
بتائے ہوئے راستے پر چلنے والوں یعنی حسنِ حقیقی کے پرستاروں کے لئے
یہ خوشخبری اور بشارت بھی ہے :-

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ط وَعْدَ اللّٰهِ
حَقًّا ط وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ

---

[1] القرآن الحکیم ، سورۃ النساء ، ۱۲۱

قِيْلاً ۝ [1]

” جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے بھلے کام کئے
تو ہم ان کو ایسے باغوں میں لے جائیں گے جن کے نیچے نہریں
بہہ رہی ہیں ، یہ لوگ یہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ، اللہ کا یہ وعدہ
سچا ہے اور کون ہے جس کی بات اللہ سے زیادہ سچی ہو ؟ “

---

[1] القرآن الحکیم ، سورۃ النساء ، ۱۲۲

۸

کبھی کبھی دل یہ سوال کرتا ہے کہ جب داڑھی اسلام کی عظیم نشانی
ہے اور پہلے پہل غیر مسلم اہلِ کتاب اور کفار و مشرکین نے اس نشانی کو مٹایا تو
آخر ہم اس کو کب سے مٹانے لگے اور کیوں مٹانے لگے ؟ ——— ہم نے
صدیوں اس نشانی کی حفاظت کی ، پھر یہ خود بخود کیا ہوا کہ اپنے ہاتھوں اپنی
نشانیاں فنا کرنے لگے ؟ ——— آخر یہ انقلاب آیا تو کیسے آیا ؟ ———
یہ آفت آئی تو کیونکر آئی ؟ ——— ؎

متاعِ راحت و شادیٔ ما بغارت داد
چہ فتنہ بود کہ ناگہ در آمد از درِ ما

سوال بڑا معقول ہے ——— ایک ولیِ کامل حضرتِ ابوبکر ورّاق
علیہ الرحمہ سے اس سوال کا بصیرت افروز جواب سنئے ! ——— آپ
فرماتے ہیں :۔

اَلنَّاسُ ثَلٰثَۃٌ ، اَلْعُلَمَآءُ وَالْاُمَرَآءُ وَالْفُقَرَآءُ فَاِذَا
فَسَدَ الْعُلَمَآءُ فَسَدَ الطَّاعَۃُ وَالشَّرِیْعَۃُ وَاِذَا فَسَدَ الْاُمَرَآءُ
فَسَدَ الْمَعَاشُ وَاِذَا فَسَدَ الْفُقَرَآءُ فَسَدَ الْاَخْلَاقُ [1]

---

[1] علی ہجویری ، کشف المحجوب ، (مطبوعہ لاہور ، ۱۹۲۳ء) ، ص ۱۱۴

" تین قسم کے لوگ ہیں علماء، امراء اور فقراء ـــــــ جب علماء میں تباہی آتی ہے تو بندگی اور شریعت کی پابندی دونوں ڈانواڈول ہو جاتے ہیں ـــــــ جب امراء میں تباہی آتی ہے تو لوگوں کی گزربسر اور معاش میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے اور جب فقراء میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے تو اخلاق غت ربود ہو کر رہ جاتے ہیں "

بادشاہوں اور وزیروں کی تباہی ظلم سے ہوتی ہے، لالچ و حرص سے علماء تباہ ہوتے ہیں اور ریاء و نام و نمود سے فقراء خاک میں مل جاتے ہیں ـــــــ جب تک بادشاہ، وزیر علماء سے منہ نہیں موڑتے، تباہ نہیں ہوتے ـــــــ اور جب تک علماء، بادشاہوں اور وزیروں کی صحبت سے دور رہتے ہیں، تباہ نہیں ہوتے اور جب تک فقراء، نام و نمود کی خواہش سے دور رہتے ہیں، تباہ نہیں ہوتے۔

اگر تاریخ اسلام کو پڑھا جاتے (خصوصاً اس صدی کی تاریخ کو) تو ہمیں بہت سے ایسے علماء ملیں گے جن کی تباہی نے افرادِ ملت کے دلوں سے بندگی کی لذت چھین لی اور شریعت و طریقت کا باغی بنا دیا ـــــــ سچ کہا ہے کہ ساری مخلوقِ الٰہی کی تباہی۔ بربادی علماء، امراء اور فقراء کی تباہی میں مضمر ہے ـــــــ

۹

داڑھی کو اللہ نے پسند کیا، اس کے رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے پسند کیا، اس کے فرشتوں نے پسند کیا ـــــــ اور پھر صحابہ نے سینہ سے لگایا، چاروں اماموں نے اس کی حرمت کا اعلان کیا ـــــــ بزرگوں نے اپنے چہروں کو اس سے زینت بخشی ـــــــ

پہلے اوراق میں اللہ جل مجدہ اور اس کے رسولِ کریم (علیہ التحیۃ والتسلیم) کے احکام و ارشادات بیان کئے گئے ـــــــ اب کچھ فرشتوں کی باتیں سن لیں، پھر ائمہ اربعہ اور بزرگوں کی باتیں سنائیں گے :-

(ل) قَدْ ذُكِرَ فِي بَعْضِ الْأَخْبَارِ اَنَّ لِلّٰهِ مَلٰٓئِكَةً يُقْسِمُوْنَ وَالَّذِيْ زَيَّنَ بَنِيْٓ اٰدَمَ بِاللُّحٰى [1]

" بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے فرشتے یوں قسم کھاتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے اولادِ آدم کو داڑھی سے زینت بخشی "

(ب) اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰٓئِكَةً تَسْبِيْحُهُمْ سُبْحٰنَ مَنْ زَيَّنَ الرِّجَالَ

---

[1] ابوحامد محمد بن محمد الغزالی : احیاء علوم الدین ، (بحوالہ لمعۃ الضحیٰ ، ص ۲۳)

بِاللُّحٰی وَالنِّسَآءَ بِالْقُرُوْنِ [1]

" بے شک اللہ عزوجل کے کچھ فرشتے ہیں جو اس طرح اللہ کا ذکر کرتے ہیں، پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو داڑھیوں سے زینت بخشی اور عورتوں کو زلفوں سے۔"

آسمان و زمین میں داڑھی کی یہی قدر و منزلت تھی جس نے صحابہ کو اس کا آرزومند بنایا ——— شریح قاضی جو حضرتِ عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں قاضی تھے، ان کی پیدائشی داڑھی نہ تھی جس سے وہ بہت رنجیدہ رہتے تھے اور کبھی کبھی عالمِ حزن و یاس میں فرمایا کرتے تھے :-

" میری آرزو ہے کاش دس ہزار دے کر داڑھی مل جاتی " [2]

اسی طرح احنف بن قیس جو مشہور تابعی ہیں وہ پیدائشی طور پر اس نعمت سے محروم تھے، ان کے دوست احباب کہتے تھے :-

" اگر بیس ہزار میں بھی داڑھی ملتی تو احنف کیلئے خرید لیتے " [3]

---

[1] ابو حامد محمد بن محمد غزالی : کیمیائے سعادت ، (بحوالہ لمعۃ الضحٰی ، ص ۴۰)

[2] لمعۃ الضحٰی : (مطبوعہ لاہور) ص ۲۴

[3] ایضاً : ص ۲۴

۱۰

فقہِ اسلامی کے چاروں اماموں نے داڑھی منڈانا حرام لکھا ہے اور داڑھی رکھنا واجب ——— کوئی ایسا نہیں جس کا ذرہ برابر منڈانے کی طرف جھکاؤ محسوس ہو ——— ہر مسلکِ فکر نے اس کا احترام کیا ہے اور اس کو قدر و منزلت کی نظر سے دیکھا ہے۔

(ا) امام محمد فرماتے ہیں :-

وَكَذَا يَحْرُمُ عَلَى الرَّجُلِ قَطْعُ لِحْيَتِهِ [1]

" اور اسی طرح مرد کو داڑھی منڈانا حرام ہے "

(ب) فقہِ حنفی کی کتاب درِ مختار میں ہے :-

يَحْرُمُ عَلَى الرَّجُلِ قَطْعُ لِحْيَتِهِ [2]

" مرد کے لئے داڑھی منڈانا حرام ہے "

(ج) فقہِ شافعی کی کتاب شرح العباب میں ہے :-

قَالَ الْاَذْرَعِيُّ الصَّوَابُ تَحْرِيْمُ حَلْقِهَا جُمْلَةً

---

[1] کتاب الآثار ، (بحوالہ میروتی ، داڑھی کی قدر و قیمت ، میرٹھ ، ص ۲۱)

[2] درالمختار شرح تنویر الابصار ، (بحوالہ لمعۃ الضحٰی ، ص ۳۴)

بِغَيْرِ عِلَّةٍ وَقَالَ ابْنُ الرَّافِعِ اِنَّ الشَّافِعِيَّ نَصَّ فِي الْاُمِّ بِالتَّحْرِيْمِ [1]

" امامِ اذرعی فرماتے ہیں کہ صحیح یہی ہے کہ بلا ضرورتِ شدیدہ داڑھی منڈانا حرام ہے اور امام ابنِ رافع کہتے ہیں کہ کتاب " اُم " میں خود امام شافعی نے اس کے حرام ہونے کی تصریح کی ہے۔"

(ھ) فقہ مالکیہ کی کتاب " الابداع " میں ہے :-

مَذْهَبُ السَّادَةِ الْمَالِكِيَّةِ حُرْمَةُ حَلْقِ اللِّحْيَةِ وَكَذَا قَصُّهَا اِذَا يَحْصُلُ بِهٖ مُثْلَةٌ [2]

" حضراتِ مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ داڑھی منڈانا حرام ہے اور اسی طرح اس کا کتروانا بھی حرام ہے جب کہ اس سے صورت بگڑے "

(و) مؤطا امامِ مالک میں ہے :-

كَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا حَلَقَ رَاْسَهٗ فِيْ حَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ اَخَذَ مِنْ لِحْيَتِهٖ وَشَارِبِهٖ [3]

" ابنِ عمر حج یا عمرہ کرتے وقت جب سر منڈایا کرتے تھے تو اپنی داڑھی اور مونچھوں سے بھی لیا کرتے تھے۔"

---

[1] سید جمال الدین عبداللہ بن محمد الحسینی ، شرح العباب (بحوالہ میرٹھی ، داڑھی کی قدر و قیمت ، میرٹھ ، ص ۲۱)

[2] الابداع فی مضار الابتداع ، (بحوالہ ظاہر شاہ ، داڑھی قرآن و حدیث کی روشنی میں ، مدین ، ص ٦٧)

[3] امام ابوعبداللہ مالک بن انس ، مؤطا امام مالک ، مطبوعہ دہلی ، ص ۱۵۵

(ز) فقہ حنبلی کی کتابوں شرح المنتہی اور شرح منظومۃ الادب میں ہے :-

اَلْمُعْتَمَدُ حُرْمَةُ حَلْقِهَا وَمِنْهُمْ مَنْ صَرَّحَ بِالْحُرْمَةِ وَلَمْ يَحْكِ خِلَافًا كَصَاحِبِ الْاِنْصَافِ [1]

" معتبر قول یہی ہے کہ داڑھی منڈانا حرام ہے اور بعض علماء مثلاً مؤلفِ انصاف نے حرمت کی تصریح کی ہے اور اس حکم میں کسی کا بھی خلاف نقل نہیں کیا "

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ فقہِ اسلامی کے چاروں امام اس پر متفق ہیں کہ داڑھی منڈانا حرام ہے جو اماموں کی تقلید نہیں کرتا ، اس کے لئے قرآن و حدیث کا ارشاد کافی ہے ——— تاریخ شہادت دیتی ہے کہ دورِ رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد سے دورِ صحابہ ، دورِ تابعین ، دورِ تبع تابعین اور اس کے بعد کے ادوار میں گزشتہ تیرہ سو برس میں کسی ولی ، صوفی ، عالم ، حافظ ، قاری نے داڑھی کو صاف نہیں کرایا بلکہ عامۃ المسلمین میں اس کو حسن و جمال کی نشانی سمجھا جاتا تھا ——— ہاں چودھویں صدی کے آغاز سے انقلابات آئے اور ان آنکھوں نے بہت کچھ دیکھا۔

عرض کیا جا چکا ہے کہ داڑھی کو اگر صاف کرایا ہے تو یہودیوں نے عیسائیوں نے ، مجوسیوں نے ، دہریوں نے اور ہندؤوں نے ——— اب یہ ہر مسلمان کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا دامن

---

[1] (ا) شرح المنتہی ، (بحوالہ ظاہر شاہ ، داڑھی قرآن و حدیث کی روشنی میں ، مدین ، ص ٧٠)
(ب) شرح منظومۃ الادب (بحوالہ مذکورہ)

والبستہ کرنے کے بعد کیا وہ یہ پسند کرے گا کہ وہ راہ اختیار کرے جو خدا اور
رسول کے دشمنوں نے اختیار کی ——— عقل بھی یہی کہتی ہے اور دل بھی یہی
کہتا ہے کہ ایسا نہ کرنا چاہیئے ——— محبت ہوتے ہوئے دشمن محبوب کی چال
پر چلنا ناممکن ہے ——— تو جو بھی چلا غیر شعوری طور پر چلا ——— دیکھا
دیکھی چلا ——— اس کو خبر نہیں کہ اس نے کیا کیا اور وہ کیا کر رہا ہے ؟
——— خبر ہوتی تو کیوں کرتا ؟ ——— محبت ہوتے ہوئے اغیار کی راہ پر
چلنا ناممکن ہے ——— ہاں محبوب کی راہ پر چلنا آسان ہے ——— یہ
ایک نفسیاتی حقیقت ہے ——— مگر افسوس ہم نے آسان کو مشکل بنا دیا اور
مشکل کو آسان ؏

دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہیں !

۱۱

یہ تو آپ نے دیکھ لیا کہ داڑھی کا حکم عرشِ بریں سے آیا ، اس کے فرشتوں
نے آسمان کی بلندیوں میں اس کا چرچا کیا ، اس کے رسولِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم
نے عمل کر کے اپنے متوالوں کو طاعت و بندگی کا سلیقہ بتایا ——— پھر اہلِ
بیتِ اطہار نے عمل کیا ، صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین نے عمل کیا ،
تابعین نے عمل کیا ، تبع تابعین نے عمل کیا ——— الغرض عمل کا یہ سلسلہ
آج تک ختم نہ ہوا ——— ہاں پوچھنے والا یہ پوچھ سکتا ہے کہ اس رؤف و
رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اس کا کوئی پیمانہ بھی متعین فرمایا ؟ ———
شریعت میں کوئی چیز بے پیمانہ نہیں ——— ہر چیز کا ایک پیمانہ ہے
——— ہر چیز کی ایک حد ہے ——— کوئی چیز لامحدود اور غیر معین
نہیں کہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا [1] ——— وہ
ہمارے لئے آسانیاں چاہتا ہے ، دشواریاں نہیں ——— یُرِیْدُ
اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ [2] ——— وہ

---

[1] القرآن الحکیم ، آلِ عمران ، ۲۸۶
[2] ایضاً ، البقرہ ، ۱۸۵

اپنے بندوں پر رحیم و کریم ہے ——— کَتَبَ عَلٰی نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ [1]
——— بیشک اس نے اپنے حبیبِ لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو داڑھی رکھنے
کا حکم دیا تو کوئی پیمانہ بھی بنایا ہوگا ——— !

شریعت نے کوئی ایسی بڑی ذمہ داری عائد نہیں کی جو خلافِ فطرت
ہو اور فطرتِ انسانی پر گراں ہو ——— جو فرض عائد کیا گیا وہ تقاضائے
فطرت ہے بلکہ عینِ فطرت، کہ اسلام دینِ فطرت ہے ——— لمبی چوڑی
داڑھی کی ضرورت نہیں ——— صرف ایک مشت کافی ہے جو ظاہری و
معنوی حسن و جمال کو دوبالا اور شوکت و صولت کو دوچند کرتی ہے ———

یہ بات سرکارِ دوعالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، اہلِ بیتِ کرام اور صحابۂ عظام
رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے عمل سے ثابت ہے ——— اس پیمانے سے
کم کسی سے ثابت نہیں ——— ہاں ہم گنہ گاروں کے عمل سے ضرور
ثابت ہے، ثبوت و حجت کے لئے ہمارا عمل، عقل و دل دونوں کے لئے
ہیچ ہے ———

آئیے! تاجدارِ دوعالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دربار میں حاضر
ہوں اور آپ کو ایک نظر بھر کے تو دیکھیں ——— مگر کسی کی تاب ہے
کہ نظر بھر کے دیکھے؟ ع

پامال اِک نظر میں ثبات و قرار ہے!

---

[1] القرآن الحکیم، الانعام، ۱۲

تو پھر ان کے پاس چلیں جو دیدار سے مشرف ہو چکے ہیں ——— سنو وہ
کیا کہتے ہیں :-

(۱) اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ
یَأْخُذُ مِنْ لِحْیَتِہٖ مِنْ طُوْلِہَا وَمِنْ عَرْضِہَا [1]

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ریش مبارک کے طول و عرض سے
لیا کرتے تھے"

سید علی زادہ، شرح شرعۃ الاسلام میں لکھتے ہیں :-

(وَکَذٰلِکَ اِخْفَاءُ الشَّوَارِبِ وَاِعْفَاءُ اللِّحْیَۃِ
فَاِنَّہٗ) اَیِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (کَانَ
یَأْخُذُ مِنْ عَرْضِہَا وَطُوْلِہَا) اِذَا زَادَ عَلٰی قَدْرِ
الْقَبْضَۃِ (و) کَانَ یَفْعَلُ (ذٰلِکَ الْاَخْذَ فِی
الْخَمِیْسِ اَوِ الْجُمُعَۃِ) وَلَا یَتْرُکُہٗ مُدَّۃً طَوِیْلَۃً
فَوْقَ الْاُسْبُوْعِ [2]

"(اور یونہی لبیں پست کرنا اور داڑھی بڑھانا ہے کیونکہ آپ)
یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (اپنی ریش مبارک کے طول و عرض سے
لیا کرتے تھے) جبکہ ریش مبارک مٹھی بھر سے زائد ہوتی (اور) یہ

---

[1] ترمذی شریف، ج۲، ص۳۹۴

[2] سید علی زادہ، شرح شرعۃ الاسلام، ج۱، ص۲۹۸

(یعنی ریش مبارک سے لینے کا عمل جمعرات یا جمعہ کو) کیا کرتے تھے اور زیادہ سے زیادہ تاخیر ایک ہفتہ کی ہوا کرتی تھی۔"

(ب) حضرتِ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

كَانَتْ لِحْيَتُهُ قَدْ مَلَأَتْ مِنْ هٰهُنَا إِلٰى هٰهُنَا، وَأَمَرَّ يَدَيْهِ عَلٰى عَارِضَيْهِ [1]

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک یہاں سے یہاں تک بھری ہوئی تھی (یہ کہتے ہوئے حضرتِ انس نے اپنے دونوں رخساروں پر ہاتھوں کو پھیرا)"

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک غیر معمولی لمبی ہوتی تو حضرتِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوپر سے نیچے کی طرف اشارہ فرماتے لیکن آپ نے ایسا نہ کیا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ریش مبارک سینہ کے اوپر ہی پھیلی ہوئی تھی چنانچہ ایک حدیث شریف میں آتا ہے :-

(ج) كَثُّ اللِّحْيَةِ تَمْلَأُ صَدْرَهٗ [2]

"گھنی داڑھی جس سے سینہ مبارک بھرا بھرا معلوم ہوتا تھا"

یہاں بھی یہ نہ کہا گیا کہ ریش مبارک شکم مبارک پر پھیلی ہوئی تھی — یک مشت داڑھی ہی سینے پر پھیلتی ہے — غیر معمولی داڑھیاں سینے

---

[1] لمعة الضحیٰ ، ص ١٩

[2] عیاض بن موسیٰ ، القاضی ابوالفضل ، کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ، ج ١ ، ص ٣٨

سے شکم تک جا پہنچتی ہیں۔

بعض اخبار و آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ایک مشت داڑھی رکھا کرتے تھے، اس سلسلے میں مندرجہ ذیل آثار و اخبار قابلِ توجہ ہیں :-

(ا) وَكَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ خُذُوْا مَا تَحْتَ الْقُبْضَةِ [1]

"حضرتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے، مشت سے زیادہ کاٹ دو"

(ب) وَقَدْ رُوِيَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَانَ يَقْبِضُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ عَنْ قُبْضَتِهٖ جَزَّهٗ [2]

"حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی داڑھی کو مٹھی میں لیتے، مٹھی سے زیادہ ہوتی، کتر دیتے"

(ج) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا أَنَّهٗ كَانَ يَقْبِضُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ ثُمَّ يَقُصُّ مَا تَحْتَ الْقُبْضَةِ [3]

---

[1] محی الدین عبدالقادر ، الغنیۃ لطالبی طریق الحق ، مطبوعہ قاہرہ ١٣٧٦ھ ، ص ١٤

[2] ایضاً ، ص ١٤

[3] آثارِ ابوحنیفہ : (بحوالہ فتح القدیر للعلامہ ابن الہمام ، مطبوعہ مصر ، ج ١ ، ص ٧٦ ، ٧٧)

" حضرتِ ابنِ عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما داڑھی کو مٹھی میں لیتے پھر مٹھی سے جتنی زیادہ ہوتی، کتر ڈالتے "

(د) عَنْ مَرْوَانَ ابْنِ سَالِمٍ الْمُقَنَّعِ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يَقْبِضُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَيَقْطَعُ مَا زَادَ عَلٰى الْكَفِّ [1]

" مروان بن سالم المقنع کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ داڑھی کو مٹھی میں لیا، پھر مٹھی سے زیادہ کاٹ لی "

(ھ) عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ قَالَ كَانَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقْبِضُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَيَاْخُذُ مَا فَضَلَ عَنِ الْقُبْضَةِ [2]

" ابوزرعہ کہتے ہیں کہ حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی داڑھی کو مٹھی میں لیتے، پھر مٹھی سے جتنی زیادہ ہوتی کاٹ دیتے "

بہرکیف مندرجہ بالا اخبار و آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ریش مبارک کو طول و عرض میں لیا کرتے تھے، ریش مبارک گھنی تھی اور سینہ بھرا بھرا معلوم ہوتا تھا اور صحابہ کرام ایک مشت داڑھی رکھا کرتے تھے اس لئے فقہائے کرام نے ایک مشت داڑھی کو مسنون لکھا ہے :۔

---

[1] ابوداؤد ونسائی ، (بحوالہ فتح القدیر، ص ۷۶، ۷۷)

[2] بخاری شریف ، (بحوالہ مذکورہ ، ص ۷۶، ۷۷)

(ا) وَالسُّنَّةُ قَدْرُ الْقُبْضَةِ فَمَا زَادَ قَطَعَهٗ [1]

" ایک مشت داڑھی ہی سنت ہے، اس سے جو زائد ہو اسے کاٹ دیا جائے "

(ب) اَلسُّنَّةُ فِيْهَا الْقُبْضَةُ [2]

" ایک مشت داڑھی مسنون ہے "

(ج) وَلَا يَفْعَلُ لِتَطْوِيْلِ اللِّحْيَةِ اِذَا كَانَتْ بِالْقَدْرِ الْمَسْنُوْنِ وَهُوَ الْقُبْضَةُ [3]

" داڑھی کو لمبائی سے نہ لے جب کہ وہ سنت کے مطابق ہو ۔۔۔۔۔۔ اور سنت کے مطابق داڑھی ایک مشت ہے "

حضرتِ ابنِ عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک مشت سے زیادہ داڑھی کاٹ دیا کرتے تھے، چنانچہ حدیث میں آتا ہے :۔

(د) وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا حَجَّ اَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ لِحْيَتَهٗ فَمَا فَضَلَ اَخَذَهٗ [4]

" ابنِ عمر رضی اللہ عنہما جب حج کرتے یا عمرہ کرتے (تو دیکھا گیا) کہ اپنی داڑھی کو مٹھی میں لیتے، جتنی زائد ہوتی، کاٹ دیتے "

---

[1] ابن نجیم، زین العابدین بن ابراہیم بن محمد : البحر الرائق (بحوالہ "داڑھی قرآن و حدیث کی روشنی میں" ، ص ۴۹)

[2] درالمختار (بحوالہ مذکورہ)

[3] ابوالحسن علی بن ابوبکر بن عبدالجلیل : الهدایه ، ج ۱ ، ص ۲۲۱

[4] صحیح بخاری ، ج ۲ ، ص ۸۷۵

(ھ) عنایہ میں ہے :-

اِنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا
کَانَ یَقْبِضُ عَلٰی لِحْیَتِہٖ وَ یَقْطَعُ مَا وَرَاءَ الْقُبْضَۃِ [۱]

" حضرتِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما اپنی داڑھی کو مٹھی میں لیکر
جتنی زیادہ ہوتی، کاٹ دیتے "

(و) حضرتِ امامِ محمد رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بھی یہی تحریر فرمایا ہے کہ ایک
مشت داڑھی رکھنا سنت ہے، آپ فرماتے ہیں :-

وَالسُّنَّۃُ فِیْھَا الْقُبْضَۃُ وَھُوَ اَنْ یَّقْبِضَ
الرَّجُلُ لِحْیَتَہٗ فَمَا زَادَ مِنْھَا عَلٰی قُبْضَۃٍ
قَطَعَہٗ [۲]

" داڑھی ایک مشت ہی سنت ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ
آدمی اپنی داڑھی کو مٹھی میں لے مٹھی سے جتنی داڑھی باہر نکل آئے
اس کو کاٹ دے "

لیکن ایک مشت ہوتے ہوئے داڑھی کاٹنا شرعاً حرام ہے :-

(ز) تَقْصِیْرُ اللِّحْیَۃِ مِنْ قَدْرِ الْمَسْنُوْنِ وَھُوَ الْقُبْضَۃُ
حَرَامٌ [۳]

---

[۱] محمد بن محمود البابرتی ، عنایہ علی الہدایہ ، ج ۲ ، ص ۷۶
[۲] کتاب الآثار ، (بحوالہ " داڑھی قرآن وحدیث کی روشنی میں " ص ۴۸)
[۳] البحر الرائق ، (بحوالہ مذکورہ)

" داڑھی اگر سنت کے مطابق ایک مشت ہے تو پھر اس میں سے
کاٹنا حرام ہے "

کیونکہ ایک مشت سے کم داڑھی رکھنا مسلمانوں کے شعار میں نہیں بلکہ شعارِ اغیار
ہے جیسا کہ فتح القدیر میں ہے :-

(ب) اَلْاَخْذُ مِنْ دُوْنِ اللِّحْیَۃِ وَھِیَ دُوْنَ الْقُبْضَۃِ کَمَا یَفْعَلُہٗ
بَعْضُ الْمَغَارِبَۃِ وَ مُخَنَّثَۃُ الرِّجَالِ الخ [۱]

" ایک مشت سے کم داڑھی ہو تو اس میں سے لینا ایسا ہی ہے
جیسے بعض مغربی زنانے زنخے کرتے ہیں "

ہاں ایک مشت سے زیادہ ہو تو کاٹنا واجب ہے جیسا کہ نہایہ میں ہے :-

(ج) وَصُرِّحَ فِی النِّھَایَۃِ بِوُجُوْبِ قَطْعِ مَا زَادَ عَلَی
الْقُبْضَۃِ [۲]

" اور نہایہ میں اس کی صراحت موجود ہے کہ داڑھی ایک مشت
سے زیادہ ہو تو اس کا کاٹنا واجب ہے "

یہاں یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ داڑھی تو ایک مشت ہے
لیکن اس کو دھاگہ سے باندھ لیا گیا ہے جیسا کہ سندھ، بلوچستان اور راجپوتانہ
کے بعض قبائل کرتے ہیں تو ایسا کرنا بھی شرعاً جائز نہیں، چنانچہ حدیث میں آیا ہے :-

---

[۱] فتح القدیر ، ج ۲ ، ص ۷۷
[۲] در المختار ، (بحوالہ " داڑھی قرآن وحدیث کی روشنی میں " ص ۶۳)

إِنَّهُ مَنْ عَقَدَ لِحْيَتَهُ ــــــ فَإِنَّ مُحَمَّدًا

بَرِيءٌ مِنْهُ [1]

" جس نے اپنی داڑھی کو باندھ لیا پس بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس سے بے تعلق و بیزار ہے "

بعض جواں سال علماء اس شرم سے کہ چھوٹی سی عمر میں بڑی سی داڑھی ــــــ اپنی داڑھی کو مسوس مسوس کر ٹھوڑی کے نیچے سمیٹتے رہتے ہیں اور اغفارِ خفی کو اغفارِ جلی پر ترجیح دیتے ہیں، تو ایسے حضرات حدیثِ مذکور کے ذیل میں تو نہیں آتے مگر اس حدیث کے ہوتے احتیاط اسی میں ہے کہ داڑھی کو مسوس کر ایسا نہ بنا دیا جائے کہ دیکھنے میں لپٹی ہوئی، بندھی ہوئی اور ایک مشت سے چھوٹی نظر آئے حالانکہ حقیقۃً وہ شریعت کے مطابق ہے مگر اٹھان ہی ایسی ہے کہ چھوٹی معلوم ہوتی ہے۔

بہر حال شرعاً تو داڑھی ایک ہی مشت ہے لیکن جو لوگ اتنی ہمت نہیں کر سکتے وہ بسم اللہ تو کریں اور اللہ کے لئے جتنی رکھ سکتے ہیں، رکھیں، انشاء اللہ تعالیٰ توفیقِ الٰہی شاملِ حال رہے گی، مگر ایک مشت سے کم داڑھی پر قانع نہ رہنا چاہئے ــــــ ہمتِ بلند تو جنت پر بھی قانع نہیں رہتی ؎

قانع نیم ار بہشت نیز م بخشند!
از بخششِ خاص تا چہ چیزم بخشند

[1] نسائی شریف ، (بحوالہ لمعۃ الضحیٰ ، ص ۳۰)

امید کہ صرف رونمائی تو شود
جانے کہ بہ روزِ رستخیزم بخشند!

لیکن یہ داڑھی فیشن کی پیروی میں نہ ہو جیسا کہ دیکھا جاتا ہے کہ کبھی اچانک داڑھیاں بڑھتی چلی جاتی ہیں، پھر اچانک ایک رَو آتی ہے کہ گھٹتی چلی جاتی ہیں ــــــ تو ایسی موسمی داڑھیوں کو ثواب سے کوئی تعلق نہیں ــــــ اصل چیز نیت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے :-

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَ هِجْرَتُهُ إِلَى الدُّنْيَا يُصِيبُهَا (الحديث) [1]

" اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے، ہر شخص جیسی نیت کریگا ویسا ہی پائے گا ــــــ جس نے اللہ و رسول کے لئے ہجرت کی ہے تو اس کی ہجرت اللہ و رسول ہی کے لئے سمجھی جائیگی اور جس نے دنیا کے لئے ہجرت کی تو وہ اسی کو پائے گا ــــــ "

داڑھی کی ساخت کا مسئلہ تو طے ہو گیا، اب مونچھوں کی ساخت کا بھی اندازہ ہو جائے تو اچھا ہے ــــــ احادیثِ شریفہ میں مونچھیں گھٹانے اور کم کرنے کی ہدایت کی گئی ہے، بہت سی احادیث پیچھے گزر چکی ہیں ــــــ

[1] علی ہجویری ، کشف المحجوب ، (اسلامیہ لاہور ۱۹۲۳ء) ، ص ۶۷

چند احادیث یہ ہیں :-

(ا) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُصُّ شَارِبَہٗ وَیَذْکُرُ اَنَّ اِبْرَاھِیْمَ کَانَ یَقُصُّ شَارِبَہٗ ؎۱

"حضرتِ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اپنی مونچھ کم کرتے تھے اور حضرتِ ابراہیم علیہ السلام بھی یہی کرتے تھے۔"

(ب) وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْمَجُوْسَ جَزُّوْا لُحَاھُمْ وَوَفَّرُوْا شَوَارِبَھُمْ وَاِنَّا نَحْنُ نَجُزُّ الشَّوَارِبَ وَنُعْفِی اللُّحٰی وَھِیَ الْفِطْرَۃُ ؎۲

"رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجوس نے اپنی داڑھیاں کٹائیں اور مونچھیں بڑھائیں اور ہم ضرور مونچھیں کٹاتے ہیں اور داڑھیاں بڑھاتے ہیں اور یہ فطرتِ انسانی کے عین مطابق ہے۔"

(ج) وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحْفُوا

؎۱ ترمذی شریف ، ج۲ ، ص ۱۱۸

؎۲ محمد صالح ادیبی : نصرۃ الملہم فی سبیلۃ المسلم ، (مطبوعہ لاہور) ، ص ۳۳

الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللُّحٰی ؎۱

"رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مونچھیں کٹاؤ اور داڑھیاں لمبی کرو۔"

(د) کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُصُّ شَارِبَہٗ وَیَقُوْلُ مَنْ لَّمْ یَاْخُذْ مِنْ شَارِبِہٖ فَلَیْسَ مِنَّا ؎۲

"رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی مونچھیں ترشواتے اور فرماتے کہ جو لبوں کو نہ ترشوائے وہ ہم میں سے نہیں۔"

ان احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھیں کٹانے اور کم کرنے کا حکم دیا ہے اور اس عمل کو فطرتِ انسانی کے عین مطابق قرار دیا ہے ——— اب یہ معلوم کرنا ہے کہ یہ کمی عرضاً (چوڑائی میں) اور طولاً (لمبائی میں) مطلوب ہے یا عموداً (اونچائی میں) بھی مطلوب ہے ——— ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کمی طولاً و عرضاً ہی مطلوب ہے البتہ عموداً میں اختلاف ہے کہ اس کی نوعیت کیا ہو ——— اصل بات یہ ہے کہ مونچھوں کے بال چوڑائی اور لمبائی میں اتنے کثرت سے نہ ہوں کہ لبوں سے نکل کر منہ پر آگریں اور منہ کو تقریباً ڈھانک دیں جیسا کہ اکثر کفار و ہنود اور دوسرے غیر مسلموں کو

؎۱ ایضاً ، ص ۳۲

؎۲ (ا) زاد المعاد ، ج۱ ، ص ۱۶۱

(ب) سفر السعادہ ، ج۲ ، ص ۳۳۷

کو دیکھا جاتا ہے۔

ایک حدیث شریف میں ہے:۔

(ل) عن عائشة قالت ان النبي صلى الله عليه وسلم رأى رجلا وشاربه طويل فقال ائتوني بمقص وسواك فجعل السواك على طرفه ثم اخذ ما جاوزه [1]

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کی مونچھیں بڑھی ہوئی ہیں، آپ نے فرمایا میرے پاس قینچی اور مسواک لاؤ، آپ نے مسواک لبوں پر رکھی پھر اس سے زائد جو بال تھے انہیں کاٹ دیا۔"

دوسری حدیث میں ہے:۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا رأى رجلا طويل الشارب يأخذ شفرة وسواكا فيضع السواك تحت الشارب ويقص عليه [2]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی کسی آدمی کی مونچھیں بڑھی ہوئی دیکھتے تھے تو قینچی اور مسواک لیتے، پھر مسواک مونچھوں پر رکھ کر باقی کاٹ دیتے۔"

---

[1] نصرۃ اللہم فی سبلۃ المسلم ، ص ۱۱

[2] ایضاً ، ص ۱۱

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ احادیث میں مونچھوں کو کم کرنے کا جو حکم دیا گیا ہے اس سے مراد لبوں کو ترشوانا ہے کیونکہ بعض اوقات جزو بول کر کل مراد لیتے ہیں، روزمرہ کی اصطلاح میں اگر لبوں کو کاٹا جائے تو اس کو مونچھیں کاٹنا ہی تصور کیا جائے گا ——— اس لئے مونچھوں کو داڑھی کا حصہ قرار[1] دیتے ہوئے، مونڈنے کی ممانعت کی گئی ہے:

وخرج بقصه حلقه وهو مكروه وقيل حرام لانه مثلة [2]

"کاٹنے (قص) کی قید سے، مونڈنا (حلق) خارج ہوا اس لئے مونچھیں مونڈنا مکروہ ہے، بعض کے نزدیک حرام ہے کہ یہ مثلہ ہے" (یعنی خود کو بے صورت بنانا)

چنانچہ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ مونچھیں منڈانے کو مثلہ کے حکم میں شامل کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس کو سزا دی جائے:۔

وكان يرى حلقه مثلة ويأمر بأدب فاعله [3]

اسلام کے ہر عمل میں مقصد و حکمت کے ساتھ ساتھ حسن و جمال بھی ہے

---

[1] ان الشارب بعض اللحية (بحر الرائق ، ج ۳ ، ص ۱۰)

[2] ملا علی قاری ، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ، ج ۱ ، ص ۳۰۱

[3] بدرالدین عینی ، عمدۃ القاری ، ج ۴ ، ص ۴۴

——— اور جمیل وہی ہے جس سے مقصد فوت نہ ہو بلکہ وہ حصولِ مقصد میں معین ہو ——— مونچھوں کی اپنی جگہ ایک حقیقت ہے اور وہ چہرے کو سنوارنے اور بگاڑنے میں بڑا دخل رکھتی ہیں، اس لئے شارع علیہ السلام نے داڑھی کے ساتھ ساتھ اس کی طرف بھی توجہ فرمائی ——— اگر مونچھیں بالکل مونڈ دی جائیں تو چہرہ کچھ عجیب سا ہو جاتا ہے اور عورتوں سے ایک گونہ مماثلت ہو جاتی ہے جو شارع علیہ السلام کا مقصود نہیں، اس کے علاوہ اس سے بعض احادیث کی مخالفت بھی ہوتی ہے جن میں عورتوں سے مماثلت نہ پیدا کرنے اور مونچھیں گھٹانے اور کم کرنے کی ہدایت کی گئی ہے ——— اور اگر مونچھیں آزاد چھوڑ دی جائیں تو قطع نظر اس کے کہ یہ عمل خلافِ احادیث ہوگا، خود انسان کیلئے تکلیف دہ ہوگا، خصوصاً کھاتے پیتے اور بولتے چالتے ——— اور اگر مونچھوں سے تکبر و غرور پیدا ہوتا ہو تو یہ بھی اسلامی اور اخلاقی دونوں پہلوؤں سے ہرگز مناسب نہیں ———
اس لئے شارعِ اسلام کا نہ یہ مقصود ہے کہ مونچھیں مونڈ کر عورتوں کے مماثل ہو جائیں اور نہ یہ مقصد ہے کہ حد سے زیادہ بڑھا کر متکبر و مغرور بنیں یا خود کو اور دوسروں کو تکلیف میں مبتلا کریں ——— میانہ روی کا تقاضا ہے کہ لبیں نہ بڑھنے دیں اور اوپر سے مناسب طور پر ہموار کرتے رہیں تاکہ وقار مردانگی برقرار رہے ——— اور اتباع سنت کی برکت سے محروم نہ رہیں۔

۱۲

داڑھی کے معاملے میں بعض حضرات رواج کی پیروی کرنا چاہتے ہیں مگر فطرتِ بلند رواج کی مقلد نہیں ——— اسلام رواج کا خالق ہے ——— مسلمانوں کی بھی یہی شان ہونی چاہئے کہ وہ اچھے اچھے رواجوں کو جنم دیں ؏

ایام کا مرکب نہیں، راکب ہے قلندر

رواج کی پیروی تو پست ہمت کرتے ہیں ——— بلند ہمت نہیں کرتے ——— بلند ہمت، بلند ہمتوں کی پیروی کرتے ہیں اور اپنی بلند ہمتی کی ساکھ قائم رکھتے ہیں ———

بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ اہلِ عرب بھی تو داڑھی منڈاتے ہیں ——— لیکن کوئی نامعقول بات کسی معقول انسان کے کرنے سے معقول نہیں ہو جاتی ——— اگر ایسا ہوتا تو جھوٹ سچ کی جگہ لے لیتا اور ریاء، اخلاص کی جگہ لے لیتی کیونکہ دنیا کے بہت سے معقول اور مہذب انسان جھوٹ بولتے ہیں اور ریاء کی خاطر کام کرتے ہیں ——— رہا اہلِ عرب کا معاملہ تو ان کی ہیبت و شوکت اور عزت و حرمت محمدِ مصطفٰے صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے دم قدم سے ہے ——— اقبال نے خوب کہا ہے ؏

محمدِ عربی سے ہے عالم عربی !

عرب سے اسلام کی ساکھ نہیں بلکہ اسلام سے عرب کی ساکھ قائم ہے ——— پس اہلِ عرب کو اسلام کے معیار پر جانچو نہ کہ اسلام کو اہلِ عرب کے معیار پر ——— بڑے سے بڑے کام کو بے چون وچرا کر لیا جاتا ہے اور جس نیک کام کو دل نہ چاہے تو اس میں ہزار مین میخ نکالی جاتی ہیں ——— یہ معقول بات نہیں ——— معقول بات یہ ہے کہ جب ہم کوئی کام کریں تو عقل ودل دونوں کو گواہ بنالیں۔

داڑھی منڈانا جرمِ شریعت ہی نہیں، جرمِ محبت بھی ہے ——— یہ کوئی معمولی بات نہیں ——— بہت بڑی بات ہے ——— ہمارے بزرگوں اور عزیزوں کو اس طرف توجہ دینی چاہیئے اور اس جراَتِ رندانہ سے کام لینا چاہیئے جو عشقِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حاصل ہے ——— بے شک محبت کی آگ سینوں میں دبی ہے ——— ہزاروں چہرے سنتِ رسول سے مزین ہونے کے لئے ترس رہے ہیں ——— ہزاروں کلیاں، کھلنے کیلئے تڑپ رہی ہیں ——— ہزاروں پھول مہکنے کے لئے بیقرار ہیں ——— ہاں اے عزیزو اور اے بزرگو! نسیمِ سحری بن جاؤ اور اپنے جان وتن سے گزر کر سارے عالم میں پھیل جاؤ ———

بعض حضرات داڑھی کو بہت ہلکا جانتے ہوئے کہتے ہیں کہ سنت ہی تو ہے ——— مگر یہ سنّت، واجب کا درجہ رکھتی ہے ——— فرض اور واجب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ عمل ہے جو آپ نے مسلسل کیا اور کبھی ترک نہ فرمایا، فرض کا ثبوت قرآن سے ملتا ہے اور واجب کا ثبوت حدیث سے ——— ظاہری

اعتبار سے ایک عمل کو فرض اور ایک کو واجب کہا جاسکتا ہے مگر معنوی اعتبار سے دونوں کی اہمیت مسلّم ہے ——— غور کیجیئے تو معلوم ہوتا ہے کہ سنت ہی سے گزر کر فرض، فرض ہوتا ہے اور واجب، واجب ——— تو کسی عمل کا مسنون ہونا کوئی معمولی بات نہیں ——— نہ نگاہ محبت میں اور نہ نگاہِ شریعت میں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال واقوال کی اہمیت کو آپ کے رنگِ طبع سے معلوم کرنا چاہیئے ——— ہمیں چاہیئے کہ فقہی موشگافیوں کے بجائے صرف اور صرف آپ کی طبعی روش پر نظر رکھیں اور اسی روش پر چلنے کی پوری پوری کوشش کریں ——— یہ معلوم کرنا عاشق کا کام نہیں کہ فلاں عمل فرض ہے یا واجب یا سنّت ——— اس کو تو صرف یہ جاننا ہے کہ محبوبِ رب العالمین نے یہ عمل کیا یا نہیں ——— اگر کیا ہے تو بیشک وہ عمل کیے جانے ہی کے قابل ہے ——— اگر نہ کیا گیا تو ذلت و رسوائی کے سوا کچھ حاصل نہیں ——— خود سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں:-

جُعِلَ الذُّلُّ وَالصِّغَارُ عَلٰی مَنْ خَالَفَ اَمْرِیْ [۱]

"جس نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی اللہ کی طرف سے اس پر ذلت و رسوائی مسلط کردی گئی"

اور یہ ذلت وخواری کیوں مسلط کی گئی؟ ——— اس لئے کہ اس نے

---

[۱] صحیح بخاری، (بحوالہ لمعۃ الضحٰے، ص ۴۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دی ——— اور جس نے آپ کو تکلیف دی، اس نے خدا کو تکلیف دی ——— خود فرما رہے ہیں :-

مَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ [1]

" جس نے مجھے تکلیف پہنچائی، بے شک اس نے اللہ کو تکلیف پہنچائی"، اسی لئے قرآن کہہ رہا ہے :-

مَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ بَعْدَ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَھَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا [2]

" راہِ ہدایت روشن ہونے کے بعد جو شخص رسول کی مخالفت کرے اور اس راہ پر چلے جو مسلمانوں کی راہ سے ہی نہیں تو جدھر اس نے رخ کیا ہے ہم ادھر ہی اس کا رُخ رکھیں گے اور اس کو جہنم میں ڈالیں گے اور یہ (جہنم) بہت ہی برا ٹھکانا ہے"

جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو ٹالا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اپنی بے تعلقی کا اظہار فرمایا ——— ذرا غور تو کرو جو ان کے در سے نکالا گیا پھر اس کے لئے کہاں جائے پناہ! ——— سنو سنو! وہ کیا فرما رہے ہیں :-

---

[1] محمد زکریا : داڑھی کی شرعی اہمیت، (مطبوعہ کراچی)، ص ۳۰

[2] القرآن الحکیم، سورۃ النساء، ۱۱۵

(ا) لَیْسَ مِنَّا مَنْ عَمِلَ بِسُنَّۃِ غَیْرِنَا [1]

" وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے دشمن کی چال پر چلتا ہے"

(ب) مَنْ لَّمْ یَعْمَلْ بِسُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ [2]

" جس نے میری سنت پر عمل نہ کیا وہ میرا نہیں"

(ج) مَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ [3]

" جس نے میری سنت سے گریز کیا وہ میرا نہیں"

(د) مَنْ خَالَفَ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ [4]

" جس نے میری سنت کی مخالفت کی وہ میرا نہیں"

(ہ) مَنْ اَخَذَ بِسُنَّتِیْ فَھُوَ مِنِّیْ وَمَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ [5]

" جس نے میری چال کو اپنا لیا وہ میرا ہے اور جس نے گریز کیا وہ میرا نہیں"

---

[1] لمعۃ الضحٰی : ص ۴۶

[2] ابن ماجہ شریف : ص ۱۳۴

[3] نسائی شریف : ج ۲، ص ۶۹

[4] لمعۃ الضحٰی : ص ۴۶

[5] ایضاً : ص ۴۶

۱۳

دنیا میں کتنے دن رہنا ہے —— آخر اُسی کے سامنے جانا ہے

—— تو جب جان نکلے گی اور جلانے والا وہاں جائے گا، زندگی بھر جس کے خیال سے دل لرزتا رہا —— اٹھانے والے اٹھائیں گے، جھنجوڑنے والے جھنجوڑیں گے اور پوچھنے والے پوچھیں گے :-

مَنْ رَّبُّکَ ؟

"تیرا پروردگار کون ہے ؟"

مَا دِیْنُکَ ؟

"تیرا مذہب کیا ہے ؟

مَا تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیْ بُعِثَ فِیْكُمْ ؟

"اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے جو تم میں (تمہاری ہدایت کیلئے) بھیجا گیا؟

ذرا دیکھو تو سہی، یہ کون ہیں؟ —— ہاں وہ سامنے ہونگے ——

دل مچل رہا ہوگا —— آنکھیں ندامت سے جھکی ہوں گی —— نظریں اٹھائیں تو کیونکر اٹھائیں! —— ان کو دیکھیں تو کیونکر دیکھیں —— وہ منہ ہی نہیں جو ان کو دکھائیں —— عجیب کشمکش کا عالم ہوگا ؏

منہ چھپائے نہ بنے، سامنے آئے نہ بنے

ہاں کہیں ایسا نہ ہو کہ جب ہم ان کو دیکھیں تو وہ ہم سے منہ پھیر لیں، —— اگر ایسا ہوا تو قیامت کا عالم ہوگا —— حشر کا سماں ہوگا ——

اور دل بہ زبانِ بے زبانی پکارے گا، اے محبوب! سب ٹھکراتے ہیں تو تیرے در پہ آتے ہیں، اب اگر تو نے بھی ٹھکرا دیا تو کہاں جائیں؟

—— خدا نہ کرے کہ ایسی گھڑی آئے —— تو پھر ابھی سے تیاری کرلو ——

—— کل وہ تم کو دیکھیں گے —— اپنے چہرے ایسے سنوار لو کہ جب وہ دیکھیں تو خوش ہو کر یہ کہیں کہ تُو تو ہمارا ہے —— ہاں ؏

دنیا میں اور بھی کوئی تیرے سوا ہے کیا؟

ہاں جس طرف سے ہم آرہے ہیں، جانا وہیں ہے —— دانائی یہ ہے کہ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، منزل کو سامنے رکھو —— ایک دم غافل نہ ہو —— اللہ اللہ! ایک ضعیفہ وہ سبق دے گئی کہ رہتی دنیا تک یاد رہے گا —— سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک بزرگ بیت المقدس سے مصر جا رہے تھے —— راستے میں دور سے ایک مسافر آتا ہوا نظر آیا —— قریب آنے پر معلوم ہوا کہ وہ ایک پردہ نشین ضعیفہ ہے ——

دونوں کے درمیان جو سوال و جواب ہوئے، ذرا غور سے سنو! :-

بزرگ : مِنْ اَیْنَ ؟

(بڑی بی! کہاں سے آرہی ہو؟)

ضعیفہ : مِنَ اللّٰهِ !

(اللہ کے پاس سے)

بزرگ : اِلیٰ اَیْنَ ؟

(کہاں جارہی ہو ؟)

ضعیفہ :- اِلَی اللّٰہِ ! [1]

(اللہ تعالےٰ کے پاس)

بڑی بی نے کیسی عارفانہ اور عاقلانہ بات کہی ہے ——— بیشک سفرِ زندگی کی ابتدار بھی وہی، انتہار بھی ——— جب ابتدار و انتہار وہی ہے تو پھر عقل و دل دونوں کا تقاضا ہے کہ کوئی کام ایسا نہ کیا جائے جو اس کی رضا کے خلاف ہو ——— ہر کام میں اس کی خوشنودی پیشِ نظر ہو ——— ابوحازم المدنی (رحمۃ اللہ علیہ) سے پوچھا :-

مَا مَالُکَ ؟

(آپ کی جمع پونجی کیا ہے ؟)

جواب دیا :- اَلرِّضَا عَنِ اللّٰہِ وَالْغِنٰی عَنِ النَّفْسِ [2]

(میری جمع پونجی کیا پوچھتے ہو) "ہاں اللہ کی خوشنودی اور مخلوق سے بے نیازی میری جمع پونجی ہے :"

حقیقت یہ ہے کہ اللہ اور رسول (علیہ التحیۃ والتسلیم) کی رضا زندگی کا عظیم سرمایہ ہے ——— یہ نہیں تو کچھ نہیں ——— اس لئے اللہ تعالےٰ نے قسم کھا کر فرمایا ہے :-

---

[1] علی ہجویری ، کشف المحجوب ، ص ۸۱

[2] ایضاً ، ص ۲۷

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ [1]

"تیرے رب کی قسم! لوگ مومن نہیں ہوسکتے یہاں تک کہ حَکم بنائیں آپ کو ہر اس جھگڑے میں جو اُن کے درمیان پھوٹ پڑا ہو، پھر آپ جو فیصلہ کردیں تو اس سے دل تنگی محسوس نہ کریں بلکہ دل و جان سے تسلیم کرلیں (اور راضی برضاءِ رسول رہیں)"

اور جس نے اللہ و رسول (علیہ التحیۃ والتسلیم) کی خوشنودی و رضا کو سامنے رکھا تو اس کیلئے راحت ہی راحت ہے ——— سنو سنو! قرآن کیا کہہ رہا ہے :-

وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَأُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصّٰلِحِينَ ۚ وَحَسُنَ أُولٰٓئِكَ رَفِيقًا ۝ [2]

"جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کہا مانا تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالےٰ نے انعام فرمایا یعنی نبیوں میں، صدیقوں میں، جانثاروں میں، نیکوکاروں میں ——— اور یہ رفیق و ساتھی کتنے اچھے ہیں، یہ محض اللہ ہی کا فضل ہے اور

---

[1] القرآن الحکیم : سورۃ النسار ، ۶۵

[2] ایضاً : ایضاً ، ۶۹

خدائے علیم کافی ہے"

وقت آگیا ہے کہ ہم جرأت و ہمتِ مردانہ کے ساتھ آگے بڑھیں ــــــ اسی راہ پر چلیں جو رب العالمین اور رحمۃ للعالمین نے ہمارے لئے متعین کردی ہے ــــــ اِدھر اُدھر نہ بھٹکیں ــــــ سیدھے چلتے چلے جائیں ــــــ ہر ایک ایک سنت کو زندہ کرتے چلے جائیں ــــــ سنو سنو! وہ کیا کہہ رہے ہیں :-

إِنَّ لِكُلِّ عَمَلٍ شِرَّةً وَلِكُلِّ شِرَّةٍ فَتْرَةً فَمَنْ كَانَتْ فَتْرَتُهُ إِلَى سُنَّتِي فَقَدِ اهْتَدَى (الحدیث) [1]

" ہر کام کا ایک شباب ہوتا ہے اور ہر شباب کا ایک انحطاط، تو جو انحطاط کے وقت بھی میری سنت ہی کی طرف رہے تو ہدایت پائیگا"

اور ایک اور خوشخبری سنو! :-

اَلْمُتَمَسِّكُ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِي لَهُ اَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ [2]

" جو شخص امتِ مسلمہ میں گڑبڑ کے وقت بھی میری سنت سے چمٹا رہا تو اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا"

ثواب اپنی جگہ، سب سے بڑی سعادت تو خود اطاعت و بندگی ہے
عاشق کو ثواب سے کیا علاقہ؟ ؎

[1] احمد رضا خاں : لمعۃ الضحٰی ، ص ۴۶
[2] طبرانی کبیر : (بحوالہ "داڑھی قرآن و حدیث کی روشنی میں"، ص ۵)

تجھ سے مانگوں میں تجھی کو کہ سبھی کچھ مل جائے
سو سوالوں سے یہی ایک سوال اچھا ہے

اور ایران کا ایک شاعر بابا طاہر عریاں، زبانِ پہلوی میں کہتا ہے ؎

ہزاراں ملکِ دنیا گر بدارم — ہزاراں ملکِ عقبیٰ گر بدارم
بورہ نہ دلبرم تا با تہ و اژم — کہ بے روئے تہ آں ہا گر بدارم [1]

" دنیا اور آخرت کے ہزاروں جہان میری نظر میں ہیچ ہیں، اے محبوب! اگر تو آئے تو پیار سے بتاؤں کہ تیری دید میسر نہ آئے تو ان ہزاراں ہزار جہانوں کو لیکر میں کیا کروں؟"

چاہنے والے ثواب کو نہیں دیکھتے، دلِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھتے ہیں ــــــ ان کا ہر عمل دلداریٔ محبوب کے لئے ہے ــــــ یاد آیا ایک ایرانی، ایک مسلمان ہندوستانی شاعر مرزا قتیل (م ۱۲۴۰ھ/ ۱۸۲۴ء) کا غائبانہ طور پر دلدادہ ہوگیا ــــــ ذوق و شوق میں جب وہ ہندوستان آیا اور شاعر سے ملنے اس کے گھر پہنچا تو وہ داڑھی مونڈ رہا تھا، ایرانی ہکا بکا رہ گیا ــــــ پھر ان دونوں کے درمیان جو گفتگو ہوئی وہ دفترِ محبت کا ایک روشن باب ہے ــــــ سنئے! :-

ایرانی : آغا ریش می تراشی؟
(جناب! کیا آپ داڑھی مونڈ رہے ہیں؟)

[1] بابا طاہر عریاں : دوبیتی نامہ ، (مطبوعہ کراچی ۱۹۷۴ء) ، ص ۸۲

مرزا قتیل : بلے! موئے می تراشم وے دلِ کسے نمی خراشم!

(ہاں داڑھی مونڈ رہا ہوں، کسی کا دل تو نہیں چھیل رہا)

ایرانی : آرے، دلِ رسول اللہ می خراشی!

(ہاں ہاں تُو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل چھیل رہا ہے!)

یہ سننا تھا کہ شاعر غش کھا کر گر پڑا ——— بہت دیر بعد جب ہوش آیا تو زبان پر یہ شعر تھا ؎

جزاک اللہ کہ چشمم باز کردی
مرا با جانِ جاں ہمراز کردی

" خدا تجھ کو جزائے خیر دے کہ تو نے میری آنکھیں کھول دیں اور مجھے محبوب کا رازدار بنا دیا "

میرے عزیزو اور میرے بزرگو! جب کبھی اپنا شیو بنایا کرو تو ایک لمحہ کے لئے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یاد کر لیا کرو ——— شاید ان کی یاد تمہارے دل کی دبی چنگاری کو روشن کر دے اور عالمِ غیب سے آنے والی یہ صدا تمہارے دل تک پہنچ جائے ——— کہنے والا کہہ رہا ہے ——— تم کیا کر رہے ہو؟ ——— ارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دُکھا رہے ہو ——— ہائے تم کیا کر رہے ہو؟

۱۴

اسلام اور شعارِ اسلام کی محبت نے اپنے تو اپنے، غیروں پر بھی اپنا اثر دکھایا ہے ——— تیسری صدی ہجری کے اواخر اور چوتھی صدی ہجری کے اوائل کا ایک ایرانی جہازران بزرگ بن شہریار اپنے سفرنامے "عجائب الہند" میں تاریخ اسلام کا ایک حیرت انگیز واقعہ نقل کرتا ہے ——— اس نے تین صدیاں گزر جانے کے باوجود سیرتِ فاروقی کے کرشموں کو بچشمِ خود دیکھا ——— اللہ اکبر! ——— پہلی صدی ہجری میں محبت کی جو لہر آئی، تین صدیاں اس کو زائل نہ کر سکیں ———

بزرگ بن شہریار کہتا ہے کہ لنکا سے دو ہندو پہلی صدی ہجری کے اوائل میں مدینہ منورہ پہنچے جہاں انہوں نے جو کچھ دیکھا اور بزرگ بن شہریار نے جو کچھ سنا اور دیکھا، آپ بھی دیکھیں اور سنیں :-

وَاَنَّهُمْ وَجَدُوْا صَاحِبَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَوَصَفَ لَهُمْ تَوَاضُعَهٗ وَاِنَّهٗ کَانَ یَلْبَسُ مُرَقَّعَةً وَیَبِیْتُ فِی الْمَسَاجِدِ فَتَوَاضُعُهُمْ لِاَجْلِ مَا حَکٰی لَهُمْ ذٰلِكَ الْغُلَامُ لُبْسُهُمُ الثِّیَابَ الْمُرَقَّعَةَ

لِمَا ذَكَرَهُ مِنْ لُبْسِ عُمَرَ الْمُرَقَّعَةَ وَ مَحَبَّتِهِمْ
لِلْمُسْلِمِيْنَ وَمَيْلِهِمْ اِلَيْهِمْ لِمَا فِي قُلُوْبِهِمْ مِمَّا حَكَاهُ
ذٰلِكَ الْغُلَامُ وَعَنْ عُمَرَ [۱]

" اور انہوں نے بتایا کہ ان کی ملاقات رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے صحابی اور جانشین حضرتِ عمر رضی اللہ تعالے عنہ سے ہوئی ان کی خاکساری کا حال بھی بیان کیا کہ وہ پیوند لگے کپڑے پہنتے ہیں اور رات مسجد میں گزار دیتے ہیں، ان حالات کو سن کر لنکا والوں پر یہ اثر ہوا کہ یہ لوگ تواضع وانکساری کے لئے (حضرتِ عمر کی یاد میں) پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنتے ہیں اور مسلمانوں سے محبت کرتے ہیں اور ان کی طرف میلان رکھتے ہیں "

ایک گدڑی پوش جہاں بان وجہاں آرا کی سیرتِ مبارکہ کے اثرات آپ نے دیکھے؟ ——— ہندو ہوتے ہوئے انہوں نے فاروقِ اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی ایک ایسی نشانی کو اپنے سینے سے لگایا جو کپڑوں کو خوبصورت نہیں بلکہ عیب دار بنا دیتی ہے ——— مگر محبت کا یہ کمال ہے کہ وہ محبوب کی ہر شئے کو حسین بنا دیتی ہے ——— دل نسبتوں کو دیکھتا ہے، عقل نسبتوں کو نہیں دیکھتی ——— عقل کی بصارت محدود ہے ——— دل کی بصارت محدود نہیں، اس لئے جو دل پاتا ہے

---

[۱] بزرگ بن شہریار: عجائب الہند (بحوالہ "ہندوستان عربوں کی نظر میں"، مرتبہ مسعود علی ندوی، مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۶۰ء)، ص ۲۱۵

نوٹ:۔ لیڈن (ہالینڈ) سے ۱۸۸۶ء میں عجائب الہند کا فرانسیسی ترجمہ شائع ہوا جو فان ڈر لیسٹ نے کیا تھا۔ مسعود

عقل نہیں پا سکتی ——— تو جب وہ ہندو ہو کر فاروقِ اعظم کی یاد میں اپنے کپڑوں کو پیوندوں سے سجا سکتے ہیں تو ہم مسلمان ہو کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں داڑھیوں سے اپنے چہرے کیوں نہیں سجا سکتے؟

ہمارے ایمان کی چنگاری راکھ میں دبی ہے ——— ہمت کر کے راکھ کے اس ڈھیر کو ہٹاؤ اور دنیا کو بتا دو کہ ہم صرف نام کے مسلمان نہیں، ہم ان کی ہر ادا پر قربان ہیں ——— ہم محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فداکار و جاں نثار ہیں ——— ہم مردہ نہیں، زندہ ہیں ——— ہم غافل نہیں، ہشیار ہیں ——— ہم بھول گئے تھے ——— ہماری فکر و نظر کو اغیار کی جادوگری نے بے اثر کر دیا تھا ——— لیکن اب جاگ گئے ہیں اور اس ساحری کے سارے اثرات ہماری قوتِ ایمانی سے بے اثر ہو گئے ———

۱۲ر جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ
مطابق
۱۰ر اپریل ۱۹۷۹ء

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ
پرنسپل
گورنمنٹ سائنس کالج سکرنڈ
(سندھ - پاکستان)

نذر ونیاز کرنیوالے احبابِ اہلسنت کی خدمت میں عرض

اللہ کرے کسی دل میں اتر جائے میری بات آمین

الحمدُ للہ تعالیٰ اہلسنت وجماعت کے معمولات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ انبیاء علیہ السلام، صحابہ کرام، اولیاء عظام، بزرگانِ دین اور اپنے وفات یافتہ رشتے داروں، والدین اور مرحومین کے "ایصال ثواب" کے لئے نہایت ہی عقیدت محبت کے ساتھ سال بھر نذر ونیاز کرتے رہتے ہیں اور طرح طرح کے کھانے پکوا کر غرباء و اغنیاء کی دعوت کرتے رہتے ہیں۔ اور اس مقصد میں وہ مجموعی طور پر لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں روپے اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ ان کا یہ فعل یقیناً کارِ خیر ہے اور جائز ومستحسن ہے۔ نیز اعراسِ بزرگانِ دین کے مواقع پر خصوصاً اور پورا سال عموماً مزاراتِ اولیاء کرام پر چادریں چڑھاتے رہتے ہیں اور اس مد میں بھی وہ مجموعی طور پر کروڑوں روپے صرف کرتے ہیں۔

لیکن نہایت ہی دکھ اور افسوس کے ساتھ یہ بات کہنا پڑ رہی ہے کہ جب ہمارے انہیں سنی بھائیوں سے نذر ونیاز، مزارات پر چادر اور پھول ڈالنے، اعراسِ بزرگانِ دین منعقد کرنے وغیرہ کے متعلق دریافت کیا جاتا ہے یا مخالفین اہلسنت وجماعت (جیسے کہ وہابی، دیوبندی، اہلحدیث، شیعہ اور اسی طرح کے گمراہ اور بددین فرقوں کے افراد) جب ان سے اِن معمولات وعقائدِ اہلسنت مثلاً جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، گیارہویں شریف، ندائے یا رسول اللہ، علم غیب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ کا ثبوت مانگتے ہیں اور اس طرح ان کے ایمانوں پر ڈاکہ ڈالنے کی مذموم کوشش کرتے ہیں تو ان احبابِ اہلسنت کی اکثریت انہیں بروقت جواب نہیں دے پاتی اور جو معلومات رکھتے ہیں وہ بھی اپنے ثبوت میں جلد کتابیں فراہم نہیں کر پاتے۔

اس لئے اِن احبابِ اہلسنت کی خدمت میں جو نذر ونیاز وغیرہ میں اپنا لاکھوں روپیہ صرف کرتے ہیں دست بستہ عرض ہے کہ جہاں آپ اپنے لاکھوں روپے صرف کھانا پکوانے اور چادریں چڑھانے میں خرچ کرتے ہیں، انہی روپوں کو یا اس میں سے کچھ رقم (چاہے پندرہ بیس فیصد ہی سہی) مندرجہ ذیل کاموں میں بھی استعمال فرما کر اپنے لئے ثواب جاریہ اور لوگوں کی اصلاح کا سامان کیجئے۔

(الف) نذر ونیاز، مزارات پر حاضری کے ثبوت اور طریقہ، اعراسِ بزرگانِ دین کا جواز، عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور گیارہویں شریف نیز گمراہ فرقوں کے رد اور عقائدِ اہلسنت سے لوگوں کو روشناس کروانے کے لئے چھوٹے چھوٹے کتابچے چھپوایئے (جس طرح یہ کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے) یہ کام اگر آپ چاہیں تو خود انجام دیں یا پھر ہمیں خدمت کا موقع فراہم کریں کہ ہم آپ کے پیسوں کو ان جگہوں پر استعمال کرنے میں آپ کی مدد کریں۔

(ب) جہاں آپ محافل میلاد وغیرہ میں شیرینی تقسیم کرتے ہیں ساتھ ہی کوئی چھوٹی سی کتاب تقسیم کیجیے۔

(ج) اعراس بزرگانِ دین پر جو رقم محض چادریں چڑھانے میں خرچ کرتے ہیں اس میں سے کچھ حصہ ہی سہی، ان اولیاء عظام کی سیرت، ان کے پیغام اور ان کی خدمت جو انہوں نے دینِ اسلام کی انجام دی، ان لوگوں کو روشناس کروانے کے لئے لوگوں میں چھوٹے چھوٹے کتابچے تقسیم کر کے صرف کیجئے۔

دردبھرے دل سے سوچیے اور آئیے بڑھ کر اس کارِ خیر میں حصہ لیجئے۔